

امام زہری پر بعض اعتراضات

علم و تحقیق کی روشنی میں

(حضرت مولانا حافظ محمد اسماق صاحب شیخ الحدیث والعلوم تقویۃ الاسلام لاہور)

امام زہری کے حفظ و تلقان اور ثابتت و عدمت پر تاہم مت کا اتفاق ہے۔ مسلمان اصحاب علم و تحقیق کا ہر طبقہ تدوین حدیث، اور نشر و اشاعت سنت میں آپ کی بے لائگ مسامی کو بلاطی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور منون احتجان ہے کہ آپ کی کوششیں ستریوت اسلام کو استحکام اور احادیث نبویہ کو دعوام حاصل ہوا جیسا کہ ہم نے امام زہری کے سوانح حیات پر ایک مقالہ میں اس کی تفصیلات دی ہیں۔ گلریورپ کے ہندو دی مشرق گولڈسیہر اور اس کے مقلدین یعنی ملنکریں حدیث نے آپ کی بیرہت کو داغدار کرنے اور دوادیں اسلام میں نہ کرو رآپ کی مرویات اور فقیہانہ مجہدات کی عظمت کھانے کے لئے آپ پر وضع حدیث کا الزمام گایا ہے۔ پھر سے ثابت کرنے کے لئے شرم و جیا اور صداقت و دیانت کے تمام تقاضوں کو بلاسے طلاق رکھتے ہوئے بڑے سے بڑا جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ فقصدیہ ہے کہ امام زہری کے ناقابل اعتماد بنا دینے سے احادیث نبویہ کا تقریباً ۴۰٪ حصہ ساقط الاقرار ہو جائے گا۔ اور باقی کے تعلق کرنے کا موقعہ مل جائے گا کہ جب نامور اور معتمد علمی روات کا پر حوال ہے تو دوسروں پر کہاں تک اعتماد کیا جاسکتا ہے!

ظاہر ہے کہ ان لوگوں کی فریب کاری اور دھوکہ دہی سے علوم ذاتیہ اسلامی پر نظر رکھنے والے تو کسی طرح متأثر نہیں ہو سکتے بلکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ حضرات، اس قسم کے نفید جھوٹ بول کر اسلام اور ائمہ اسلام کے خلاف اپنے بغرض و کینیہ کا تازہ تباہہ بہرست مہیا کرتے رہتے ہیں

ہمارے اس قسم کی تحقیق "کاجادو مغرب زدہ صدید تعلیم یافتہ طبغہ کی اکثریت پر مل جاتا ہے جو نہ سبی تعلیم سیکیں، مغربے بہرہ، اسلامی تاریخ سے ناقف اور ائمہ اسلام کے مالات سے قطعاً نااہش

ہونے کے باعث ہر حنفی کو زیریں کی عینک سے دیکھنے کا عادی ہے اور سفید نام صاحب بہادر کی ہربات کر کالوچ من الاستمداد بختناک ہے۔ یہ حضرات پونکہ اسلامی طریق سے براہ راست استفادہ کی اہمیت نہیں رکھتے تاکہ وقت ضرورت اس کی طرف رجوع کر کے پس اور جھوٹ میں قیزیں نہیں۔ لہذا گولہ یہ ہر جیسے مخصوص منتشر قرآن کی رسمیت اور ملکرین حدیث کے بعض تیرہ درجے کے اخباری مضایمن کو ہی درست سمجھ کر امامان حدیث سے بنیان ہو جاتے ہیں۔ تیجہ یہ ہوتا ہے کہ بلا وجہ ان بے ہوش خادیانِ دین اور اللہ تعالیٰ کے پاک باز بندوں کی طرف سے بدگمان ہرگز ان سے مردی احادیث کے متعلق شک میں بنتا ہوتے اور پہنچے ایمان و تین کو کمزور کرنے کی طرف چنان شروع کر دیتے ہیں۔

اس مقالہ میں ہم پہلے گولڈ سیہر کی تحقیق "کام علی جائزہ لینا چاہتے ہیں، بعد میں اس کے مسلمان" شاگردوں کے اذیات کا جھنپسہ لگھنے ہے کہ وہ بڑی دور کی کوڑی لائے ہیں۔

وضع حدیث کا افسانہ گولڈ سیہر نے امام موصوف پر وضع حدیث جیسے غلط اتهام اور لکھنا نے بہتان کو باور کرنے کے لئے افسانہ لوں وضع کیا ہے

"بنی ایمہ نے نہایت ہی پر فریب طریق سے اپنے خلافین کے مقابلہ میں حدیث سازی کا کام ابن شہاب زہری کے پسروں کر کھا تھا جب کہ خلیفہ عبد الملک نے اپنے عہد حکومت میں لوگوں کو حج بیت اللہ سے اس لئے روک دیا تھا کہ وہاں اس کے دشمن عبد الدین زہری کا تفضیل ہے۔ پہلے اس نے مسجدِ اقصیٰ میں قبة المصخرہ تعمیر کرایا پھر لوگوں کو کہ کی جائے حج کرنے کے لئے بیت المقدس کی طرف آنے کی دعوت دینے کا ارادہ کیا مگر جب تک اس پر فرمبی اور دینی رنگ نہ پڑھا یا جاتا اس کی یہ راکشش پوری ہوتی نظر نہیں آتی تھی۔ اس لئے اس نے امام زہری پر جن کی ثہرت اس وقت دنیا سے اسلام کی حدود پھاند کر اقصدے عالم تک پہنچ چکی تھی تو دوسرے ڈالنے شروع کئے اور بالآخر انہیں اس سلسلہ میں وضع حدیث پر آمادہ کر ہی لیا۔ مچانچ امام موصوف کے "حدیث سازی" کے کارفائی سے جو احادیث تیار ہو گئیں ان میں سے ایک یہ ہے۔

لا تشد المصالح الا لى ثلاثة یعنی تقریب حاصل کرنے کے لئے سبز مسجد
مسجد مسجدی هند و مسجد الحرام بنوی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کے کسی دو کی

والمسجد الأقصى۔

بات یہ ہے کہ زہری اور عبد الملک کے درمیان نہایت گھرے دوستانہ تعلقات استوار تھے۔ عبد الملک کے دربار میں ان کی آمدورفت کا سلسلہ باقاعدہ جاری تھا، افسوس ہے کہ زہری جیسا شخص بھی بایں ادعا کئے تقریباً دیرینگاری حکومت کی پالیسی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا، پناہ نہ خود زہری کا اپنا وہ قول ہے جو سرنے ان سے بایں الفاظ فضل کیا ہے۔

اکر هناء هؤلاء الامراء ان نكتب یعنی ان امراء نے ہمیں ربے بنیاد اور ربے اصل
الاحادیث۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ زہری نے مسلمانوں کے دلوں میں اپنی راشن شدہ قدر و منزلت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کی خواہشات کی تجیل کے لئے سریں خم کر دیا تھا اور زندگی بھروسے وضع حدیث کے شفیل میں صرف رہے۔

گولڈر سیہر کی اس الزام تراشی کا خلاصہ یہ ہے کہ

۱۔ عبد الملک نے عبد اللہ بن زبیر کے فتنہ میں لوگوں کو حج بیت اللہ سے منع کر دیا تھا اور مسجد الأقصیٰ میں قبة الصخرہ تعمیر کیا تاکہ کوئی مظہر کی بجائے حج کو اس کی طرف منتقل کر دے۔

۲۔ اس منصوبہ پر مدحی رنگ پڑھانے کے لئے امام زہری کی علمی شہرت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے مسجد الأقصیٰ کے فضائل میں احادیث وضع کرائیں جن میں سے ایک حدیث لا شد الرحلان بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فضائل مسجد الأقصیٰ کی جملہ روایات کے راوی صرف زہری ہیں۔

۳۔ ان کے عبد الملک کے ساتھ گھرے دوستانہ تعلقات تھے اور اس کے دربار میں ان کا باقاعدہ آنمازنا تھا۔

۴۔ امام موصوف نے خود اقرار کیے ہے کہ وہ خلفاء کے دباؤ سے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔

جواب اب ان کے ترتیب وار جواب بلا خطا ذیلی ہے۔

۱۔ پہلی بات سخید جھوٹ اور صریح ہتنا ہے اس لئے کہ:-

لئے یہ آقباں مجلہ الملون دشی ص ۲۳۷ ج، دریں الشانی شیخ (۱۳۶۷ھ) سے مأخوذه ہے۔

(ا) عبد الملک نے قبة الصخرہ تعمیر کیا زادس کے حج کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ قبة الصخرہ اس کی دفات کے بعد اس کے جانشین خلیفہ ولید نے بنوا یا تھا۔ ملاحظہ ہو، البدایہ والہیہ لا بن کثیر ص ۱۶۵ اور یہی بات حق اور صواب ہے کیونکہ ولید ہی نئی نئی اور عظیم عمارتوں اور بلڈنگوں کی تعمیر کا ملکا در تھا۔ چنانچہ اس نے مدینہ میں مسجد نبوی اور اپنے دارالخلافہ دشمن میں جامع امری ایسے شاندار اور خوب صورت طریقہ سے بنوائی تھیں کہ دنیا میں ان کی نظیر نہیں ملتی تھی۔

(ب) نیز عبد الملک اتنا بے عقل نہیں تھا کہ حج کو بیت المقدس کی طرف منتقل کر کے پرے عالمِ اسلام کو اپنا دشمن بنالے کیونکہ یہ کھلا ہٹا کفر ہے جسے مسلمان کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ (ج) یہ ایسا بہتان ہے جو اس کے میا سی حریفوں (بنو هاشم اور بنو عباس) کو بھی نہیں بوجہ احوال سے بنام کرنے کے لئے طرح طرح کے لازم اس کے سرخواز پاکتے تھے۔ یہ رت ہے کہ جو چیز اس کے ہم عصر حریفوں کو معلوم نہیں ہو سکی وہ آج تیرہ سو سال گزرنے کے بعد اس یہودی متشرق کو کہاں سے معلوم ہو گئی؟

(۴) (الف) حدیث "لَا تَشْرُكُ اللَّهُ بِالشَّرِّيْحِ" ایج بلاشبہ صحیح ہے اور تمام دوادیں سنت میں مختلف اسنادی سے مذکور ہے۔ صحیفین میں زہری کے علاوہ بھی متعدد طرق سے مروی ہے مثلاً صحیح بخاری ص ۱۵۹ پر جو حدیث ہے وہ بواسطہ نہ ستری نہیں ایسے ہی صحیح مسلم ص ۲۷۸ کی حدیث بالکل اگلے سے۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ حدیث مشہور ہے امت نے اسے قبول کیا ہے اور اہل علم کا اس کی صحت پر اتفاق ہے۔ (ب) اس حدیث میں قبة الصخرہ کا نہیں بلکہ مسجد قصی کا ذکر ہے جس کی فضیلت قرآن مجید نے سورہ نبی اسرائیل کے شروع میں بصراحت بیان فرمائی ہے۔ اس حدیث سے اس کی فضیلت میں کوئی ایسا اضافہ نہ ہوا جو مسلمانوں کو پہلے معلوم نہ تھا۔

(ج) پھر اگر یہ حدیث امام زہری نے عبد الملک کو خوش کرنے کے لئے وضع کی تھی تو تاکہ وہ آسانی کے ساتھ رج کو قبة الصخرہ کی طرف منتقل کر کے تو زصرف قبة الصخرہ کا بلکہ جس طرح لوگ کعبۃ اللہ کا طرف کرتے ہیں اس میں بھی طوات وغیرہ کا ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ لگرا اس حدیث میں اس کا اشارہ نہیں کیا ہے۔

(د) اس بارہ میں صحیح تاریخی نصوص بھی گولڈسیم کی تکذیب کرتے ہیں تاریخ شاہد ہے کہ امام زہری

عبداللہ بن زبیر کے زمانے میں عبد الملک کو جانتے ہی نہیں تھے۔ عبد الملک سے زہری کی پہلی
ملاقات سننہ میں ہوئی۔ اس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر (رمضانہ) کو جام شہادت نوش
کئے ہوئے مات سال گزر چکے تھے۔ تمام عالم عبد الملک کی خلافت پر تفقہ ہو چکا تھا۔
اور سات سال سے ارضِ حجاز پر اس کا علم اقتدار ہوا تھا۔ تبلوی یہ! ان حالات میں بیت المقدس
کی طرف انتقال رجح کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے؟ یا پھر عبد الملک کی اس سے کون سی بیاسی غرض
وابستہ تھی جس کی وجہ سے اس کے لئے اس کفر کا ارتکاب ضروری تھا۔

(۴) علامہ فہیبی نے تصریح کی ہے کہ حب المام زہری کی سننہ میں عبد الملک سے ملاقات ہوئی
اس وقت آپ کی عمر ۲۹ برس تھی اور آپ ایسی طلب علم میں مصروف تھے۔ چنانچہ عبد الملک نے
آپ کا امتحان لیا اور آپ کے جوابات کو صحیح پاکِ بڑا خوش ہوا۔ آپ کا قرض ادا کر دیا۔ اور
درینہ طبیبہ میں رہ کر علمائے انصار سے مزید علم حاصل کرنے کی تاکید کر دی۔ اس کی پوری تفصیل پہلے
گز چلی ہے۔ اس سے گولدیہ زہری اس دروغ بانی کی حقیقت بھی مثبت از باسم ہو گئی کہ اس
وقت امام موصوف کی علمی شہرت دنیا کے کرنے کرنے میں پیش ہوئی تھی۔ کجا ایک طالب علم اور
کجا اس کی عالمگیر شہرت جس سے فائدہ اٹھانے کیلئے عبد الملک نے وضع حدیث کی خدمت آپ
کے پروردگاری کی۔

(۵) اس بے ہودہ گوستاخی کی کذب بیانی کا ایک ثبوت یہ ہے کہ امام زہری حدیث لاستد
الحال الخ اپنے شیخ حضرت سعید بن میب کے واسطے سے بیان کرتے ہیں جن کی
خدمت میں متواتراً ۷ سال وہ کعلام حاصل کیا تھا حضرت سعید تقریباً ۲۰ سال عبداللہ بن زبیر کی
شہادت کے بعد زندہ رہے۔ اس طویل عمر صدیں بھی امام موصوف استفادہ کے لئے برابر
اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے۔ اگر یہ حدیث امام زہری نے عبد الملک کو خوش
کرنے کے لئے وضع کر کے اپنے شیخ کی طرف غرب کر دی تھی اور جو اہل اسلام میں اس تدری
مشہور ہوئی کہ حد تواتر کو پیش گئی۔ تو بتایا جائے کہ حضرت سعید بن میب نے اپنے شاگرد
کی غلط بیانی پر اتنا عرصہ سکوت کیا۔ فرمایا، کیا آپ غلیفہ وقت کے ہجور و خفاسے مر عرب ہو
گئے تھے؟ پہنچ نہیں! آپ کے تعلقات عبد الملک کے ساتھ ہجیشہ کشیدہ ہے لیکن آپ نے

کبھی اسے پر کاہ کے برا بھی حیثیت نہیں دی۔ بارہ عبد الملک نے آپ کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی گر آپ کبھی حاضر نہیں ہوئے۔ عبد الملک نے اپنے ولی عہد کے لئے آپ کی صاحبزادی کا رشتہ طلب کیا تو آپ نے بڑی بے انتہائی سے اس کی درخواست کو تھکرا دیا اور ایک غریب طالب علم کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ فرمایا کہ تھے۔

لا حاجت لی فی ملک بنو امیة یعنی مجھے تزاہیت بنو امیہ کی حکمت کی تعلما

ضروت نہیں۔ حتی اللہ۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس عبد الملک سے آپ زندگی بچنے والا رہے اور کئی مرتبہ اس کے ظلم دستم کا تختہ مشق بھی بنے۔ اس کو خوش کرنے کے لئے آپ کاشاگر درشید احادیث وضع کر کے آپ کی طرف فسوب کرے اور وہ دنیا میں پھیل کر خلق خدا کی گرامی کا باعث ہوں گر آپ یہ سب کچھ جانتے ہوئے خاموش رہیں اور اس کی تدبیر میں ایک حرث بھی زبان پر نہ لائیں؛ ملک نے حق کی (جو احراق حق اور ابطال باطل کے لئے اپنی جانوں پر کھیل جلتے ہیں) شان سے یہ بہت بعید ہے۔

۴۔ رہی یہ بات کہ آپ کے عبد الملک اور دوسرے خلافتے بنو امیہ کے ساتھ گھرے دوستاد تعلقات تھے تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ واقعی آپ نے کان کے ساتھ گھرے مراسم تھے گر اس سے یہ کب لازم آتھے کہ آپ ان کے ہاتھ میں کٹھ پلی بن گئے تھے اور صداقت و دیانت سے بے نیاز ہو کر ہر جائز و ناجائز بات میں ان کی ہاں میں ہاں لانا اپنا مقصود یا جیات بنایا تھا بلکہ و انعم یہ ہے کہ مسلم اس کے بیکس ہے یعنی یہ کہ آپ کے تعلقات بنو امیہ کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ بنے اور ان کو بہت سی خطرناک غلطیوں اور گمراہیوں سے محفوظ رکھنے کا سبب ہوئے جب خوشامدی اور تملق پسند عناصر نے انہیں غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کی تو آپ کی راہنمائی ان کو راہ راست پر لے آئی۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ولید کے دربار میں حاضر ہوئے تو اس نے آپ سے پوچھا جو حدیث اہل شام ہیں بیان کرتے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ امیر المؤمنین اکون سی حدیث؟ ولید نے کہا۔ لوگ ہمیں بتاتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو حکمرانی بخشتا ہے تو اس کی صرف نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں نہیں لکھی جاتیں

آپ نے فرمایا۔ امیر المؤمنین ایہ حدیث بالکل بے نبیاد اور محض جھوٹ ہے۔ بخلاف یہ تو فرمائے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ خلیفہ زیادہ قابلِ احترام ہے جو بنی ہے یا وہ خلیفہ جو بنی ہے؟ ولیم نے کہا یقیناً وہ خلیفہ جو بنی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ لائق احترام ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر سئیے! اللہ تعالیٰ اپنے بنی داؤد علیہ السلام کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یا اؤد ان اجعلنا ک خلیفۃ فی الارض نا حکم بین الناس بالحق اس لئے خلیفہ بنا یا یہ کہ کو لوگوں میں عدل و ولات تبع الہوی قیصلک عن انسان کے ساتھ حکومت کرو اور حق و انصاف سبیل اللہ ان اذین یصلویں میں اپنی خواہشات کو برپزد فل انداز نہ ہونے عن سبیل اللہ نہ مر عذاب شد دو درد نہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے دور بمسالسویوم الحساب (۲۶: ۳) ہو جاؤ گے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے کو چھوڑ کر بے راہ روی اختیار کرتے ہیں وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے کیونکہ انہوں نے محاسبہ کے دن کو پس پشت ڈال رکھ لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کہا یہ عتاب اس خلیفہ کے لئے ہے جو حکمرانی کے ساتھ ساتھ منصبِ نبوت پر بھی سرفراز ہے، اب اس خلیفہ کے تسلیق آپ خود فیصلہ کر سکتے ہیں جو نبوت کے عہدہ جلیلیت سے خود رم ہے آپ کی یہ تقریر سن کر ولید بولا: "یہ خوشاد پسند لوگ ہمیں دین سے بے گا زکر دنیا چلتے ہیں"۔

خلفاء کے ساتھ آپ کے بے لگ اور مخصوصہ تعلقات کا مزید تجزیہ دیکھنا ہوتا مام شفیع کا وہ قول ملاحظہ فرمائی ہے جسے حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے۔ ایک دن خلیفہ شہام بن عبد اللہ کے امام زہری سے پوچھا:

والذی نوی کبہ منہ مولہ عذاب عظیم کا مصداق کون ہے؟ آپ نے فرمایا عبد اللہ بن ابی: "شہام بولا" تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ اس بہتان بازی میں علیؑ نے سب سے

زیادہ حصہ یا ہے۔ یہ سنتے ہی امام زہری غصہ سے تلاش کے درمیفہ کو مخاطب پر گرفتار یا
تیرا پر مرتباً گئے میں بھرٹ کہتا ہوں؟ والشکارا سماں سے بھی مجھے کوئی پکار کر کے کہ الشرعاً
نے جھوٹ بولنا علال کر دیا ہے میں تب بھی جھوٹ نہیں بولوں گا۔ بات یہ ہے کہ حضرت
سعید بن میتب، عبید اللہ اور عقیر سب نے مجھ سے کہ خود حضرت عائشہؓ نے قران مجید
کی اس آیت کا مصدق عبد اللہ بن ابی کرقرار دیا ہے۔ پھر اسی ناراضیگی کی حالت میں غلیفہ
کی مجلس سے احتکر کر چلے آئے۔ ان کے جانے کے بعد ہشام نے کہا ہم نے شیخ کو ناراضی
کر دیا ہے۔

کیا وہ خود دار شخص جو اپنے مشتق ایک آیت کی تفسیر میں جھوٹ کے الفاظ سن کر اس تصریح
بازروختہ ہو جاتا ہے کہ نہ صرف شاہی آداب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے غلینہ کو سرزنش کرتا ہے
بلکہ طبور احتجاج نوراً اس کی مجلس سے احتکر باہر آ جاتا ہے آپ بادر کر سکتے ہیں کہ وہ
ان خلفاء میں کسی کے ہاتھ اپنے علم اور دین کو فروخت کر دے گا۔ اور اس کے لئے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر جھوٹی حدیثیں وضع کرنا اپنا مشتملہ نہیں ہے گا؛ حاشاد کلا! کبرت
کلمتہ خروج من افواه حران یقیولون الا کذا ہا۔

حافظ ابن حجرؓ نے اوپر کے قصہ کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ ہشام نے امام زہری سے پہلے
حضرت سیمان بن یاسار سے جرم دینہ منورہ کے شہر و آناق فقہائے بعد کے ایک متاذر کرنے تھے
یہ سوال کیا تھا کہ ذاتی توحید کبدر کا مصدق کون ہے؟ حضرت سیمان نے فرمایا۔
”عبد اللہ بن ابی! ہشام لا تم جھوٹ کہتے ہو بلکہ وہ علی ہیں۔“ اس پر حضرت سیمان یہ کہ کر
خاموش ہو گئے امیر المؤمنین! اسلام بہما یقیول۔ یعنی امیر المؤمنین اپنی بات کا خود ذمہ دار
ہے۔ ان کے بعد امام زہری آئے تو ہشام نے یہی سوال ان سے بھی کیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سبیع ذخیرہ میرے علماء خلفاء کی بے ہودگی پر کبھی مصلحتاً خاموش
بھی ہو جاتے تھے لیکن آپ خلفاء کو معاف نہیں کرتے تھے بلکہ انہیں برسر اجلاس خوب

لے سمجھنے میں ہے کہ حضرت عائشہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کھلے انظہروں میں حضرت علیؓ کی برادرت کا اعلان
کر دیا تھا۔ دیکھو باب حدیث الونک شہ نفع البدی ص ۱۷ جلد ۳۔

ڈانٹ پلاتے اور ان کی غلطیوں کو آشکارا کرتے تھے ایسے شخص کے متعلق کہنا کہ وہ سلاطین وقت کو خوش کرنے کے لئے یا ان سے مرعوب ہو کر حدیثیں وضع کیا تھا لفاظنا بڑا بہتان ہے (۴) گولڈن سپر کا یہ کہنا کہ امام زہری نے خود اقرار کیا ہے کہ ان امراء سلاطین نے ہمیں بے بنیاد احادیث لکھنے پر مجبور کر دیا ہے یہ بھی صریح بہتان اور افترا عظیم ہے وجہ یہ ہے کہ اس یہودی متشرق نے امام موصوف کے کلام سے جسے آپ کی ریاست اور امانت کاشاہ بخار کہنا چاہیئے ایک مفید مطلب جملہ اڑا لیا ہے۔ پھر اینی طرف سے غلط معنی پہنا کر اسے آپ کی خیانت اور دروغ گوئی کی دلیل بنا دیا ہے۔ اس سے امام صاحب کی عظمت و فضیلت میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں اس نے اپنے خبیث باطن کا اظہار کر کے فرمان خدا اشد الناس عداؤۃ المسذین امنوا لیہ مودہ (۴۷۰) کی صداقت کا ثبوت ضرور

بہم انجام لے۔

واعقد دراصل یوں ہے کہ امام زہری لوگوں کو عمران احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھانے سے اس لئے پرہیز کیا کرتے تھے کہ کتابت علم ان کے نزدیک توت حافظ کو کمزور کر دیتی ہے — یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے تلاذہ کو کچھ لکھ کر دیتے سے انکار کر دیا کرتے تھے۔ اور یہ اجازت بھی نہیں دیتے تھے کہ وہ ان کی بیان کردہ احادیث کو انہوں ضبط تحریریں لے آئیں لیکن ایک دفعہ خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے اصرار کیا کہ آپ اس کے لڑکے کو کچھ احادیث لکھائیں۔ امام موصوف خلیفہ وقت کے اصرار کرنے پر اس کے لئے مجبور ہو گئے۔ اور اس کے لڑکے کو چار سو احادیث ال لاکر ادیش۔ لیکن اس کے بعد بنند آواز سے کہا۔

ایہا الناس انا لکنا قد منعنا کم لوگوں جیزرا رکنا بتی حدیث اآج بک ہم

تمہارے لئے باائز نہیں سمجھتے تھے وہ آج امراء قد بن لناہ الان ہو لاد

وان ہو لاد الامراء قد اکر ہونا عالی

ہمیں احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتابۃ الاحادیث فتعالا واحتى

احادیث کم بہا فحدا ثہم بالاربعۃت کے لکھنے پر مجبور کر دیا ہے سو آتو ہم تم سے
الحادیث بیٹھ بھی وہ بیان کر دیں چنانچہ اپنے بارہوں کی چاروں طرف احادیث
لوگوں سے بیان کر دیں۔

یہ ہے اصل واقعہ جو تاریخ کے صفات میں محفوظ ہے۔ یاد رہے اس میں امام موصوف نے
اکر رہوتا علیٰ کتابۃ الاحادیث فرمایا ہے (یعنی ان لوگوں نے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی احادیث لکھنے پر مجبور کر دیا ہے) اکر رہوتا علیٰ کتابۃ احادیث ہمیں کہا ہے (یعنی
ان لوگوں نے ہمیں بے بنیاد احادیث لکھنے پر مجبور کر دیا ہے) اور ظاہر ہے کہ ان دونوں
عبداللہ میں زمین داسمان کافر قی ہے۔ خور فرمایئے کہ نشر و اشاعت علم میں امام زہری
کے اخلاص، دیانت اور امانت کی یکتنی بڑی دلیل ہے۔ انہوں نے یہ پسند نہیں فرمایا کہ
تلمیزم میں جو چیز امراء کے لئے جائز رکھی جائے عموم کو اس سے فرمود کر دیا جائے یہ بھی
لا احتفاظ فرمائی ہے کہ کس طرح گولڈ سیہر نے پورے واقعہ سے ایک منید مطلب جملہ اڑا کیا ہے
اور اس میں تحریف کر کے امام زہری کے خلاف کی خواہشات سے متاثر ہونے کی دلیل بنا دیا
ہے۔ لیکن بات کو کہیں سے کہیں تک پہنچا دیا

یہاں پر ہمیں ایک مشہور لطیفہ یاد آگیا جو کہ کسی امام نے نماز پڑھاتے وقت ہذا العین
شیئخاً (یہ میرا خچر بوجہ حاصل ہے) پڑھاتھا۔ مقتدیوں نے شور مچلیا تو امام صاحب بر لے مجھ
سے کیا سلطی ہوتی کہ آپ لوگ آپے سے باہر ہو رہے ہیں؟ لوگوں نے کہا حضرت! یہ لفظ ہذا
بَعْدِ شَيْخًا میں کے ساتھ ہے میں کے ساتھ نہیں (یعنی یہ حضرت سلیمان کا کلام ہے)

لہ مجلسہ المسلمين حوالہ مذکورہ۔ علام ابن عبد البر نے امام زہری کا یہ مقولہ بھی برداشت مقرر کیا ہے کہ
نکرا کتابۃ العلیٰ حتیٰ اکرہنا علیہ الہو لا اصراط ضریباً ان لائشنه احمد من المسلمين۔

ایوب بن ابی تیمہ کہتے ہیں استکتبنی الملوك فاکتبتم فاستحبیت اللہ اذکتبها الملوك الائکتیہا
لغیر ہو درجات میان العلم ص ۲۷۷) یعنی ہم تو کھانا نا پسند کرتے تھے لیکن جب یاد شاہروں نے مجھ سے احادیث
الاکاری ہیں تو درسرے مسلمانوں کو بھی اب اجازت ہے کہ مجھ سے لکھ دیا کریں۔

انہوں نے رٹکے کی خوشخبری سن کر تعجب سے فرمایا تھا اکل میں وانا بحور د هذالیعی شیخنا
(محضے بچپن کے پیدا ہوگا؛ میں باجھ ہوں اور میرا خادم بولڑھا ہے) امام صاحب ہنس کر بولے یہ تو
کوئی بڑی بات نہیں جس پر آپ اس قدر مشور چارے میں صرف ایک لفظ ہی کا تفرقہ ہے۔
منکرن حدیث کے اعتراضات کی حقیقت یہودی منتشر گولڈزیسر کی طرح ہمارے
ہال سکائیک ٹھہور منکر حدیث جاری تھا عادی صاحب کی نظر استخار بھی استاذ المحدثین راس الحجتہین
حضرت امام ابن شہابؓ ہی پر ڈرمی رضاخی خبر و قدح اور تفسیق و تکذیب کے لئے جلد محدثین
کرام اور فقہاء کے علماء میں سے ان کی نگاہ دور ہیں نے بھی اسی امام و الامقام ہی کو تکاہ ہے
اور چاہا ہے کہ آپ کو ساقطہ الاعتبار نیا کفرین حدیث اور اس کے حاملین پر ایک کاری ضرب لگائیں
انہوں نے امام موصوف کے تعلق ریاضۃ عالم کو چیز بزرگ نہیں میں ایک طویل مضمون پر و قلم فراہیہ
جو تنو موطسازن کے تقریباً ۵ صفحات پر چھپا ہوا ہے۔ مجھے اعتراض ہے کہ جو ٹرٹی خلافت کی تحریف
اور قارئین کو غلط فہمی میں بٹلا کرنے میں آپ نے اپنے استاد گولڈزیسر کو بھی انتکدی یا پسے نصف الہمار
کی طرح رعنی اور واضح واقعات کی تکذیب میں ایڈیٹی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ گرو احتسناہ! عامد کدو کاوش
اور جانکا ہی کے باوجود آپ اپنے دعاوی کے اثبات میں، جو ساری دنیا سے زبانے ہیں، بُری
طرح ناکام رہے ہیں۔ جگہ جگہ آپ کی بے لیسی اور دریانگی نظر ہے، واقعات کی کھیث تان اور ان
پر جوابی کے باوجود عجز نایاں ہے، ان تحمل علیہ یہ لہت اور قدر کے پیلهت۔

اتنی ڈرمی شخصیت پر ہاتھ ڈالا سے تو لازم تھا کہ دلائل بھی ایسے ہی ورنی اور جاندار ہوں
گو جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے جناب تھا صاحب نے امکانات وابہیہ، احتمالات بعیدہ اور
خانہ ساز تراث کی پناہی ہے جو خلافت کے ابطال کے لئے ہرگز سرگز سود مند نہیں ہیں۔

کسر اب ^{ریقیعہ تیجیہ} الظہمان مسلمٰ حتیٰ اذا جاءكَ كَوْنِيَّةٌ شَيْئاً

لیکن آپ کو اس پر بھی نازہے کے گویا ایسی دور کی کوڑی نکال کر لائے ہیں جو صدیوں سے
”نافیقین عجم“ کی سازش کی وجہ سے مسترد و محجوب تھی!

امام موصوف کے تعلق حضرت نما کے چند بولٹے نوٹے شہمات بلکہ مغالطات بہیں۔

۱۔ آپ قریشی نہیں بلکہ بنو ذہر کے موالي تھے نسبت ولادی کی وجہ سے زہری کہلاتے۔ بچر

رفتہ رفتہ قریشی بنا دیتے گئے
۷۔ آپ مرنی نہیں تھے بلکہ فلسطین کے ایک تجسس ایلو کے درہنے والے تھے انہیں خواہ نخواہ
منی بنا کر اور قریشی قرار دے کر تقدس کا مقام مسدیا گیا۔

۸۔ شاہ سے پہلے آپ کو علم سے کوئی سروکار نہیں تھا بلکہ مقام ایلو میں اپنی جانیداد کی
دیکھ بھال کرتے تھے شاہ کے بعد آپ کو منافقین عجم کے توجہ دلانے سے یا کیک حشیش
جمع کرنے کا خیال آیا۔ چنانچہ مدینہ، کوفہ، بصرہ، اور مصر وغیرہ مقامات کا سفر کیا اور حشیش
جمع کیا۔

۹۔ ارسال کے بہت خوگز تھے..... یہاں تک کہ جس کی دفات سے رسول بعد پیدا ہو
اس سے بھی حدشا کہہ کر حدیث بیان کر دیتے تھے۔

۱۰۔ عروہ بن زبیر سے آپ کی لاقات ثابت نہیں ہے اس نے میسحین دنیہ و کتب حدیث میں جو
رواٹیں ان کے واسطے سے بیان کرتے ہیں وہ سب رسول (عینی متفق) ہیں۔

۱۱۔ آپ شیعہ تھے کسی مخفی مصلحت کی وجہ سے نہیں بنے رہے۔
تمنا صاحب کے مضمون کے یہ مرکزی نقطہ ہیں جن پر آپ نے بہت زور دیا ہے۔ وہ نہ
ان کے علاوہ بھی آپ نے بہتری مگر انسانیاں فرمائی ہیں جن سے اس پر تعزیز نہیں کیا گیا کہ
جب ذکرہ بالا چھ نقطہ میں آپ کی صداقت و دیانت آشکانا ہو جائے گی تو بخواہے
ع قیاس کن زگستان من بہار مرا

تو باقی کی خفایت کا اندازہ کرنا کوئی مشکل نہیں رہے گا۔

پہلے مخالف اور جواب | جہاں تک محدثین، مورخین، علمائے انساب اور کتب ب الرجال کا تعلق
ہے وہ آپ کے زمانے سے لے کر آج تک سب کے سب آپ کے زہری و قریشی ہونے پر
تفق ہیں۔ مذکورہ مخالف اسلام بلکہ ضفون نگار کے پیر و مرشد گودلہ سیہنگ تک کسی نے آپ کے
مولیٰ بخی زہرہ ہونے کا اشارہ نہیں کیا۔ اور نہ کسی نے آپ کی ترشیت سے انکار کیا ہے
جب حقیقت یہ ہے تو رسول پیدا ہوتے ہے جناب تن اسماعلی صاحب پر کون سی افتاد آن پڑی
ہے؟ کہ وہ آج صدہ سال کے بعد سپلی مرتبہ انشکاف فرمائے ہیں کہ امام ابن شہابؓ نے زہری

تھے ذوقِ قریشی یکلا ایک عجیب النسل نلام تھے
بات درحقیقت یہ ہے کہ چونکہ امام موصوف کو فتنِ حدیث میں مرکزی حیثیت حاصل ہے دوسرے
تھام بڑے بڑے آئندہ یا تو آپ کے تلامذہ ہیں یا آپ کے تلامذہ کے تلامذہ ہیں۔ اس لئے آپ
چاہئے ہیں کہ تمام صاحب کو مفروضہ عجیب سازش، کار غرض نبادیں تاکہ آگے حل کر اس سامنے معافی
کوہ سانی کے ساتھ اسی سازش میں توثیکیا جاسکے اور یہ مقصد آپ کو قریشی اور بدینی انتہے ہوئے
پورا ہوتا نظر نہیں آتا تھا۔ اس لئے یہ داستان گھری گئی کہ تدوینِ حدیث کی سازش، منافقین عجمی
نے اجتماعی جذبہ کے تحت دین اسلام کو بخوبی بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے کی تھی۔ امام ابن شہاب
کو ایک لہری سازش کے تحت زہری قریشی اور بدینی سمجھ کر ان سے احادیث دے دیا گیا جس سے
لگوں کو محنت دھو کا ہوا۔ وہ سچے آپ کو زہری قریشی اور بدینی سمجھ کر ان سے احادیث سکھنے لگے
تمنا صاحب کے دلائل، کا جائزہ یجھے وہ دلائل بھی سن یجھے جو امام ابن شہاب کے
زہری اور قریشی نہیں کئے دیئے گئے ہیں۔

۱۔ قریش اور بنو زہرہ کے شجرہ نسب کو ایک صفحہ کا لاطائل طول دیتے ہوئے "شہاب" کی شاخ
کے چند نام ذکر کرنے کے بعد لکھ دیا ہے کہ اس سلسلہ کی بہت سی کڑیاں ناپید ہیں۔ پتہ نہیں
ہوتا کہ اس شاخ کے مردوں اور بورتوں کی شادیاں قریش کے دوسرے کن خاندانوں میں ہوتیں
معلوم ہوتا ہے کہ شہاب والی شاخ کسی مخفی مصلحت کی بنا پر چلا گئی تھی ہے۔
۲۔ ابن حذفون نے اپنی تاریخ میں خاندان قریش کا ماضی میں ذکر کیا ہے۔ ان میں امام شافعی
اور محمد بن اسحاق صاحب ممتازی کا ذکر تک تو آگئے ہے مگر محمد بن حنفی سے لے کر عبدالرشد بن
مارثت تک کسی ایک فرد کا بھی تذکرہ نہیں آیا۔

۳۔ خاندان قریش اور ان کے اور کے شجوں میں کسی ایک شخص کا نام بھی شہاب نہیں ہے،
خاص خاندان قریش میں یہ نام ایک اجنبی ساہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ باہر
کے آدمی تھے۔

جو ابادت | (۱) پہلی بات کے متعلق اولاً تو یہ گزارش ہے کہ قین نہیں آتا کہ اس شجرہ کو صداقت
اور دیانت کے تقاضوں کو محفوظ رکھ کر مرتب کیا گیا ہے۔ کس طرح باور کیا جائے کہ مولانا تھا نے

اس کی رتیب میں اختلٹے تھے اور انہیاں بار باطل کی عادت جس کا انہوں نے سارے مضمون
میں خوب خوب مظاہر کیا ہے ترک کر دی ہے۔

- شایناً تنعلط طریقہ یہ ہے کہ ہر قبیلہ کے سلسلہ نسب میں عموماً مشہور مشہور افراد کا ذکر قدر تفضیل ہے
کر دیا جاتا ہے۔ غیر مشہور کا ذکر کیا تو سرے سے کیا ہی نہیں جاتا یا پھر اجتماعی اشارہ ہی کافی سمجھا
جاتا ہے آنچنک کس مصنف نے دعوے کیا ہے کہ اس نے کسی قبیلہ کا نسب پیان کرتے
وقت بالاستیغاب اس کے تمام افراد کا ذکر کر دیا ہے مردوں اور بلوڑ ہبے پر یہیں سے
کسی ایک کا نام مھی ترک نہیں ہونے پایا۔ ہم صاحب مضمون سے ہی پڑھتے ہیں اپنے
جو قریش کا تفضیلی شجرہ نسب دیا ہے آپ قبیلہ دلائلتے ہیں کہ اس میں آپ نے بنزہرہ
جس کے تعلق قاضی ابن حملکان لکھتے ہیں ہی قبیلۃ من قریش لمحجس کی آبادی
ہزاروں لاکھوں سے نہ ہی سینکڑوں سے ضرور محتاجِ ذرہ ہو گی) کے تمام افراد کو خدا نے اسی بیان کر
دیا ہے اور ان میں کا ایک خرد ہیچ چھوٹے نہیں پایا۔ حالانکہ آپ نے چند مشہور مشہور افراد کا ذکر
کا ہی ذکر کیا ہے اسی طرح اگر امام زہری کے قبیلے میں چند ایک غیر مشہور افراد کا ذکر
چھوٹ گیا ہے تو اس میں کون سا مستحالہ لازم آگیا جس کی وجہ سے انہیں اپنے خاندان سے
ہی نکلا جا رہا ہے۔ رہا آپ کا یہ مخالفت کہ اس خاندان کے ہر دوں اور عورتوں کے تعلق
پتہ نہیں چلتا کہ ان کی شادیاں قریش کے کن خاندانوں میں ہوئیں؛ لگو یا کسی خاندان کا فرد
ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے عزیز و راقارب کی شادیاں اسی کے خاندان
میں ہوں اور پھر معلوم بھی ہو کہ کہاں ہوئیں ایسے عجیب و غریب دلائل میں تو گزارش
ہے اس میں خاندان شہاب کی کیا خصوصیت ہے۔ یہ تو آپ قریش کے کئی نامی گرامی خاندان
(مشہور خاندان ثبوت یا خاندان خلافت) میں بھی بخوبی چند معروف استثنائی صورتوں کے
نہیں تباہ کیسیں گئے کہ اس کے ہر دو دوں کی شادی کس خاندان میں ہوئی اور ان کے
رشته نکلے کن کن تباہ سے استوار ہوئے۔

۲۔ دوسری دلیل کا بھی وہی جواب ہے جو پہلی دلیل کے جواب کے درمیں حصہ میں بیان

لیکن ابن خلدون نے کہاں دعو سے کیا ہے کہ اس نے بالاستیعاب قریش کا ہر فریضان کر دیا ہے۔ ایک تنفس بھی چھوٹنے نہیں پایا۔ ابن خلدون کے وقت بطور قریش ہمیز ہرگز کے زیادہ ہوں گے۔ جن کی جموعی تعداد یقیناً لاکھوں سے اوپر ہوگی۔ بحذف واقعات صرف انکے نام لکھنے کے لئے ہی ابن خلدون کو ایک ضخیم دفتر کی ضرورت ملتی چہ جائیکہ وہ واقعات اور کسی تفصیل سمیت چودہ صفحات میں آجائیں۔ پھر ہر مصنف کا اپنا اپنا طریقہ تالیف ہوتا ہے وہ حالات و ظروف کے مطابق جس کو مناسب سمجھتا ہے ذکر کر دیتا ہے۔ دوسروں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ پس یہ بخوبی ملکن ہے کہ اس وقت کے موجودہ احوال و ظروف کے پیش نظر ابن خلدون کے زدیک ابن شہاب زہری کا تنکرہ بغیر ضروری ہو۔ اگر ابن خلدون میں بنظر غائر و لجایا جائے تو اور بھی بہت مستقریشی ایسے سلسلہ آئیں گے جو ابن شہاب کی طرح ذکر ہونے سے محروم رہے ہے پس جس طرح ان کو اپنے قریش میں داخل فرمائیں گے وہی سلوک بیچارے ابن شہاب سے کر لیجئے گا۔

۳۔ تیسرا دلیل کے ضمن میں ارشاد ہوتا ہے کہ "خاص خاندان قریش میں یہ نام رشہاب" اجنبی سامعلوم ہوتا ہے جو اس حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے کہ باہر کے ادمی تھے۔ سوال یہ ہے کہ اجنبیت کی وجہ کیا ہے؟ اگر اجنبیت کی وجہ وہی ہے جو خود مضمون نکارنے ان الفاظ میں بیان کی ہے: "حقیقت یہ ہے کہ شہاب نہ فقط خاندان قریش بلکہ ان کے اوپر کے شجوں میں بھی دیکھئے تو کسی ایک فرد کا بھی یہ نام آپ کو نظر نہیں آئے گا"۔

(لیکن امام زہری کے جدا علیکے سواتر قریش اور ان کے اوپر کے شجوں میں شہاب کسی آدمی کا نام نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی شخص کے قریشی ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا نام اس سے پہلے خاندان قریش میں بار بار کئے۔ اگر اس کا نام کردار آگی تو وہ قریشی درست اسے بیک بینی دو گوش قریش سے خارج کر دیا جائے گا) تو پھر بہت سے قریشیوں کی خیر نہیں۔ قصی، لوئی اور فہر تو یقیناً قریش سے خارج کرنے پڑیں گے بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قریشی ہونا مشکل ہو جائے گا کیونکہ خاص خاندان قریش میں یہ نام اجنبی سے معلوم ہوتے ہیں جو اس حقیقت کو ظاہر

کراہ ہے ہیں کہ "باہر کے آدمی ہیں"۔ صاحبِ مضمون کی "دلیل" کی روشنی میں ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ لوگوں اور محدث نہ فقط خاندانِ قریش بلکہ ان کے اوپر کے شجر دل میں بھی مجھے تو کسی ایک فرد کا بھی یہ نام آپ کو نظر نہیں آئے گا۔

نادک نے تیرے چھوڑا نہ صید زانیں۔ ترپیہ سے مرغ قبلہ نما کشیا نے میں اب جس طرح مولانا ان حضرات کو قریشی ثابت کریں گے اسی طریقہ سے ابن شہاب کا قریشی ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔

اگر جنتیت کی وجہ پر بیان کی جائے کہ قریش اس نظر سے ناکشناخت ہے تو یہ بھی عاطر ہے کیونکہ قرآن حکیم میں جو قریش ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے بار بار اس لفظ کا تکرار کیا گیا ہے۔ بلا خطرہ ہو "فاتیعہ شہاب مبین" "فاتیعہ شہاب ثاقب" فہمیں یستقیمہ الآن یجاد لہ شہاب بار صد ۱ اس کے علاوہ اشارہ عرب اور کلامِ فضال میں اس کا استعمال کثرت سے ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ قریش علیسے حضری قبیلہ کے لئے یہ لفظ غیر ملوس نہیں تھا۔

زہری کہلانے کی وجہ | یہ سوال کہ "پھر زہری" کیسے کہلاتے؟ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے: یہ بخوبی مکن ہے کہ بنی زہرہ کے موالی میں سے ہوں اور مولیٰ بنی زہرہ ہونے کی وجہ سے زہری دفتریتی ہے بانے لگے (طلوع اسلام سترہ نہ کرایجی) سبحان اللہ! کیسی مدد اور دُنیٰ "دلیل" ہے۔ لکتنی آسانی اور کتنی پھرتی کے ماتھا مام موصوف کی بخشی سازش میں شرکت اور اس کی باقاعدہ راستہ ایمانی کے لئے راستہ ہموار کر دیا گیا ہے لیکن سوچا ہوتا کہ اس میں امام زہری کی کیا خصوصیت ہے اس دلیل کی رو سے ہر بڑے سے بڑے آدمی کی اس کے قبیلہ کی طرف نسبت سے انکار کیا جاسکتا ہے۔ مثلًا اگر کوئی محبوب المحسوس کہہ دے کہ امام شافعی، امام محمد بن اسحاق رحم کی قریشیت مضمون نگار کے نزدیک مسلم ہے (قریشی نہیں بلکہ باہر کے آدمی ہتھے) اس کے لئے بخوبی مکن ہے کہ قریش کے موالی میں سے ہوں اور مولیٰ قریش ہونے کی وجہ سے قریشی ہے جانے لگے ہوں تو تباہیے آپ اس کا کیا بگاڑا لیں گے۔ رہی محدثین، مومنین

اوعلما کے انساب کی تتفقہ تصریحات کر رہے قریش کے فلاں بیلہ سے تعلق رکھنے کی شاد پر خالص قریشی ہیں تو بڑی آسانی کے ساتھ لقول امنا صاحب کہا جاسکتا ہے کہ مناقبین محمد کی سازش کے پیش نظر ان کو قریشی بناؤ گیا ہے۔ دراصل وہ بھی ہی ہیں۔

اب یہ بھی سن لیجئے کہ بوزروں سے کس کے مولیٰ تھے اور سبب ولار کیسے؟ ارشاد ہوتا ہے قریش غالب یہ سے کہ شہاب بخود اپنے آخر وقت میں حضرت عبد الرحمن بن عوف کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہوئے یا عبد اللہ اکبر بوصاحی تھے... پاجمیڈ اللہ حوزہ ہری کے دادا تھے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف کی تبلیغ کی وجہ سے مسلمان ہوئے ہوں۔

(طبع اسلام ص ۳۶، ۴۴)

دیکھا آپ نے اتنا صاحب کے ذمہن رسائی ایک صفری بہری ترتیب دے ہی ڈالا۔ امر واقعہ نہیں ہے تو نہ ہی مقدمہ مامت حلماں بعض اخوب بعض جوڑت کیا دیکھتی ہے، حضرت عبد الرحمن بن عوف زہری ہیں! یہ بھی سلم کہ فزن اول کا ہر مسلمان اسلام کا پرجوتنی تبلیغ تھا۔ پھر اس امکان میں کون سا استخارہ ہے کہ حضرت عبد الرحمن نے ایک عجیب کہنہ کو اسلام کی دعوت دے دی ہو اور وہ آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آئے ہوں؟ تیجھر یہ کہ این شہاب بریانے والوں زہری کہا ہے۔

میں عرض کروں گا کہ قرینے کی معموقیت تسلیم۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب ترین غالب ہی کے ہمارے چلنے ہے تو حضرت عبد الرحمن بن عوف کی تفصیل کی وجہ کیا ان کی بجائے حضرت سعد بن ابی وقاص کی ولادگان نہیں پا کیز کروه تو زہری ہوتے کے ساتھ ساتھ فاتح عجم بھی ہیں اور ایران پر سالہا سال تک حکمرانی کرنے کی وجہ سے عجمیوں کے ساتھ قریب کا تعلق رکھتے تھے۔ خصوصاً جب کہ مضمون نہ کرنے امام زہری کے ضرور

لئے نوٹ ایادر ہے جہاں اتنا صاحب ذرا میں ”ترین غالب یہ ہے“ یا ”قرینے سے بول معلوم ہوتا ہے تو مجھ پیش کریں روگ ان کے سب کا نہیں رہا ایسی جگہ ان کی بے سی اور بیچارگی قابل دینشیدہ ہری۔ ان یتبعون الائف و مانہوں الائف یعنی مسلمان ہوئے ہیں! بعض عقول اختمال ہے خارج میں وقوع ضروری ہیں۔

تھے حضرت اغا موش کیوں ہو گئے۔ یا۔ یا کہکہ دوچار اختمال اور تالمذ کردیتے ہوئے این شہاب کو مولیٰ بنی زہرہ کا ناکلی مولی کام خود رہا ہی ہے جو نقطیں احمد رحمۃ اللہ علیہ سے ہی پڑا ہو جائے!

و ملن ایسے کو خراسان کا ایک قصبه ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اصل میں ریت پر بنیاد رکھنے کا ہی حشرِ متلبے سے۔

اس کے بعد تنا صاحب نے تہذیب التہذیب کی مختلف جلدیوں سے طحونہ و طحانت کچنڈ نام لیے ذکر کئے ہیں جن میں سے بعض (امام محمد بن حییی ذہلی) کو امام زہری کی احادیث کا اپر ہونے کے باعث بعض (مسعود بن سلیمان) کو عریف بنی زہرہ ہونے کی وجہ سے اور بعض دوسروں (سعد بن عبید، محمد بن عبد الرحمن، سليمان بر سی) اور سفوان بن سلیمان (غیرہ) کو ذاتی ولی بوزہرہ ہونے کے سبب زہری کہا گیا ہے۔ یہ شاید پیش کرنے کے بعد صاحب موصوف ترجیح نہ لاتے ہوتے لکھتے ہیں۔ یہ سب موالی بنی زہرہ تھے اور اسی وجہ سے زہری کہے گئے «اسی طرح موالی بنی زہرہ ہونے کی وجہ سے ابن شہاب زہری کے آبا اجداد بھی زہری کے جانے ملے» (طبع اسلام منکر)

اوپر اگر ارش ہے کہ کس نے کہا کہ موالی بنی زہرہ ہونے کی وجہ سے کسی کو زہری کہنا ناجائز ہے یا کس نے کہ کوئی شخص عریف بنی زہرہ ہونے کے باعث یا امام زہری کی احادیث میں ہمارت کی وجہ سے زہری نہیں ہو سکتا؟ زراع اس میں ہے کہ جس طرح آپ کے پیش کردہ یہ لوگ دراصل زہری نہیں ہیں لیکن محدثین نے ہر ایک کے تعلق تصریح کی ہے کہ یہ فلاں فلاں سبب کی وجہ سے زہری ہے۔ الگ آپ کے پاس امام موصوف کے بارہ میں بھی ایسی کوئی تصریح موجود ہے کہ وہ دراصل زہری نہیں بلکہ فلاں چہ سے زہری کہلائے تو پیش کیجئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کے پاس ایسا کوئی ثبوت نہیں درد تہذیب التہذیب کی مختلف جلدیوں میں موالی بنی زہرہ کے تلاش میں ہمکان ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ کسی مستند کتب کا ایک ہی حوالہ کافی تھا۔

امام موصوف کے زہری اور قریشی ہونے کی تصریحات اپنے ذکر ہو چکے ہے کہ دراصل امام ابن شہاب کی قریشی اور زہریت کی نفی کے دواعی و اباباں کیا ہیں؟ آپ یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ تنا صاحب اپنے دعویٰ کے اثبات میں بری طرح ناکام رہے ہیں۔ بجز خاذ ساز قرآن اور فروعات وہیسے کے آپ کا وامن دلائل سے قطعاً خالی ہے۔ اندریں حالات امام موصوف کی

قریشیت اور زہریت (جو ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے) کے ثبوت میں رلائل فرمائی کرنے کی چند اس حاجت تو نہیں ہے گرتا ہم خذ حوالہ جات پیش کئے جلتے ہیں تاکہ بآسانی اندازہ ہو سکے کہ کیسے کیسے روشن حقائق کو بعض وہیات کے ذریعہ باطل کرنے کی سی لاحاصل کی گئی ہے۔

مشہور سوراخ اسلام قاضی ابن حلقان (م ۶۸۱ھ) رقم طازہ ہے۔

۱۔ ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث بن ذہرہ القرشی الزہری احمد الفقہاء والمحدثین محدثین اور فقہاء میں ایک مقام ممتاز حیثیت کے ناکری میں ہے۔ اور مدینہ طیبہ میں ہے واقع ہوئی کے تابعین میں سے ہے میں زہری کی نسبت بضم المزاء و سکون الماء و بعدہ راء هذا نسبتہ الی زہرۃ بن کلاب بن مرتا وہی قبیلہ کبیرۃ من قریش لہ

۲۔ امام الانساب علامہ سمعانی (م ۷۵۰ھ) اپنی شہرہ آفاق تصنیف کتاب الانساب میں لکھتے ہیں۔

الزہری بضم المزاء و سکون الماء و کس الراء زہرہ بن کلاب زہری کی نسبت زہرہ بن کلاب وہذہ النسبة الی زہرۃ بن کلاب بن کعب بن ایحیٰ بن عالمب والمشهور بہا ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید بن شہاب بن ذہرۃ بن کلاب الفرشی المعروف بالزہری احفظ اهل زمانہ و احسنهم سوق المتنون الاخبار و کے ان فقیہا فاضلاً روی عنہ الناس مات ليلة التشاد سبعم عشرہ خلت من رمضان ۱۲۳ھ شہری ناجمۃ الشام

سے ۱۲۴ھ کو اطراط شام میں حللت فرمائی۔

له ابن حلقان ۴۵۱ھ و م ۵۲۷ھ کتاب الانساب ص ۲۸۱۔ ج

۳۰۔ لکھ کر نہ کے مشہور حدیث امام عوف بن دینار (دم ۲۷۰ھ) معاصر ائمہ شیعہ کے باوجود صرف ایک لائے کے ذکرہ بلیں کے بعد اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَا الْقَرْشَىٰ۔ سچھا ایس نے اس قرشی عالم جیا کبھی
قطب۔ کوئی عالم نہیں دیکھا۔

لیکن اختصار ان تین حوالوں پر اکتفا کی جاتی ہے ورنہ آپ کی قرشیت و زہربت کے متعلق
اتنا بود ہے کہ اس کے پردا بیان کرنے کے لئے ایک دفتر در کار ہے۔

(تنبیہ) اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ تنا صاحب واحد شخص ہیں جس نے امام موصوف کی
قرشیت و زہربت کے خلاف غوغاء آرائی کی ہے ورنہ آپ کی زہربت و قرشیت پر مسلم و غیر مسلم
سب کا اجماع ہے۔

دوسرے مخالف طریقے عمادی صاحب کا دوسرے مخالف طریقہ ہے کہ

امام ابن شہاب زہربی مدفن نہیں تھے بلکہ مقام ایله کے رہنے والے تھے اہلی خواہ مخواہ
پہنچے قرشی بنا یا گیا بھر مدفن سمجھ لیا گیا۔

جب کئی غنی مصلحت کی بنا پر امام موصوف کو عجیب الفسل ثابت کرنے کی بے سود کوشش کی
گئی تو پھر آپ کا غیر ملکی ہونا بھی ضروری تھا چنانچہ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے آپ کی راست
سے انکار کرتے ہوئے ارشاد دیتا ہے۔

”چونکہ زہربی بھی زہربی و قرشی نبایا بحمد اللہ اس لئے اسی خیال کیا گیا کہ پھر بھی
مدفن ہی تھے اور بدینہ ہی میں رہے جانکر یہ دراصل مقام ایله کے رہنے والے تھے
(طلوغ اسلام ص ۲۷ تیر ۱۹۵۶ء)

ایک بگڑ کھا ہے ”غرض ایله ان کا آبائی دلن خا“ (طلوغ اسلام ص ۲۷)

ایک جگہ لکھا ہے ”قریئہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک ابن شہاب کے والد مسلم بن
عبداللہ زادہ رہے وہ اپنے ولمن ایلہ میں اپنے کاروبار کے گران رہے اور یہ حضرت
علی بن حسین کی صحبت میں رہے جب ان کے والد کی وفات ہو گئی رسمیت کے لئے جگہ

لہ ابن خلکان طاہر

تو پھر ان کو قبل فتح حضرت علی بن حسین مقام ایلہ میں اپنے کار و بار کی وجہ سے افاقت کرنا پڑی (ص ۲۵)

جواب | پہلے دعوے کی طرح یہ دعوے بھی تنا صاحب کی اختراض ہے اور صفات تاریخ اس کی تائید سے فاصلہ میں نہ لانے کو تو صاحب مضمون تے مقام ایلہ کو آپ کا آبائی دلن بنادیا ہے اور قریۃ سے آپ کے والد مسلم کو وہاں کار و بار کی نگرانی کرتے بھی دکھادیا ہے مگر کیا مجال کہ ایک ثبوت بھی ایسا دیواریا ہو جس سے ثابت ہر سکے کہ امام موصوف کے آبا و اجداد کی مقام ایلہ میں سکونت اور کار و بار تو کجا بھی وہاں ان کا لذ رحلی ہوا تھا۔ جب آپ کے آبا و اجداد کا مقام ایلہ میں جانا ہی شافت نہیں اور نہ صاحب مضمون نے کسی تاریخی شہادت سے اس کا ثبوت بھم پہنچایا ہے تو پھر وہ آپ کا آبائی دلن کیا؟ ہاں! تنا صاحب نے لے دے کر آپ کے اور آپ کے آبا و اجداد کے ایسی ہر نے کی صرف ایک شہادت پیش کی ہے جو یہ ہے۔

کان المزہری بیکون بایلہ وللزہر زہری ایلہ میں رہتے تھے دہاں امام
هنا ک ضیغعہ و کان یکتب عنہ زہری کی جائیداد تھی اور ماجشوں دہاں آپ
سے حدیثیں لکھا کرتے تھے۔

غور فرمائیے! اس عبارت سے کیسے معلوم ہوا کہ امام زہری کے آبا و اجداد ایلہ میں رہتے تھے جس کی وجہ سے ایلہ ان کا آبائی دلن ہوا۔ نیز کس لفظ سے پتہ چلا کہ امام زہری کے والد مسلم آپ نے دلن ایلہ میں اپنے کار و بار کے گران رہے۔

اس عبارت سے تو زیادہ سے زیادہ یہ سلوک ہوتا ہے کہ امام صاحب نے مقام ایلہ میں کچھ جاندا درحرید لی تھی اور یہ بھی بخوبی مکن ہے کہ خلفاء نے بونا میرے میں سے کسی نے اپنے دہل کچھ رقمیہ پہبہ کر دیا ہو۔ اس لئے کہ اموی خلفاء آپ کے بڑے قدردان تھے اور وقتاً فوقتاً آپ کو نذر رانے اور تھائف پیش کرتے رہتے تھے۔ پھر عامد دستور کے مطابق آپ اس کے استھان و انصار مکیتے سالیں یعنی سنتے دہاں ٹھہر تھے ہوں اور ضروری اشتھان کے بعد واپس آجائتے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ زندگی کے خری ایام میں دہاں مستقل رہا اُنکے ہو جیا کہ حافظاً بُن کیتھے ہیں کہ آپ پنی عمر کے آخری سال سلطنت میں اگر پنی

بسا ایجاد میں "جو شعب زیدا" میں تھی مقیم ہرگئے تھے پھر وہیں بیمار ہو کر انتقال فرمایا اور وہیں دفن کئے گئے۔ البدایہ کی عبارت یہ ہے و قد مرفی سنتہ اربعہ وعشرين و ماشہ ایاموالہ بثلاث بشعب زید اناقامہ بہا فمرض هنک و مات و دفن علے نادعۃ الطریق۔

امام نوی کی اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے۔

لیکن امام محمدزہری قریشی مدینے کے رہنے
محمد بن مسلم القرشی الزہری
المسد فی سکن الشام دکان با میلتہ
اختیار کر لی تھی اور ایلہ میں رہنے لگتے۔

تبنوں عبارتوں کو ملانے کے واضح ہو گیا کہ ایلہ میں آپ کی اپنی خود پیدا کردہ جاندار تھی جدی اور مردوں نہیں تھی۔ نیز آپ نے اپنی عمر کے آخری سال میں یہاں آفاست اختیار کی تھی ایلہ آپ کا آبائی وطن کیسے ثابت ہوا۔ قند برولا تک من الماقصیں۔

اس کے بعد میں تمام محدثین اور مؤذینین قابلۃ آپ کو مدینی لکھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا آبائی وطن مدینہ منورہ تھا۔ میریں آپ پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور تعلیم حاصل کی (جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا) آپ کی مدنیت کے ثبوت میں تاریخی شواہد اور محدثین کی تصریحات پیش کرنے کی خاص ضرورت تو نہیں اس لئے کہ آپ تاریخ اور جال کی جس کتاب کو بھی اٹھا کر دیکھیں اس میں آپ کو امام موصوف کی مدنیت کا ثبوت مل جائے گا مگر پھر بھی دوچار حول کے پیش کر دینا مناسب ہے۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسکری کی تحقیق پر لکھا صاحب کو بھی کافی اعتقاد معلوم ہوتا ہے۔ لکھتے ہیں۔

محمد بن مسلم القرشی الزہری
الفقیہ ابو بکر المخازنی الحنفی احمد الائمه
حافظ حدیث، پھر کے نام اور جائزہ تمام

الاعلام والعلم المجاز والاشاهد

کے بڑے عالم تھے۔

۴۔ حافظ ذہبی جو حدث ہونے کے ساتھ ساخت متند مدرس بھی ہیں رقم طراز ہیں۔

الزہری اعلام الحفاظ الوبکو

امام محمد بن سلم قریشی زہری مدینہ منورہ

محمد بن مسلم القرشی الزہری

کے رہنے والے تھے اور حفاظِ حدیث

المنافی الامانہ

میں سب سے بڑے عالم تھے۔

۵۔ نامور مورخ اور محدث علام ابن الجوزی تحریر فرماتے ہیں۔

ومن المطبقة المراجعة من اهل

لیغی امام محمد بن سلم زہری مدینہ منورہ

المدینۃ محمد بن مسلم بن شہاب

میں رہنے والے طبق الرأی کے علماء میں

الزہری (صفة المصفوہ)

سے ہیں۔

۶۔ فاضی ابن خلکان کے حوالی میں آپ کے مدفن ہونے کی تصریح پہلے گور حکی ہے۔

اماں صاحب کی مدینت کا تفصیلی بیان | بلاشبہ آپ مدینہ میں پیدا ہوتے اور سن رشد

کے پہنچنے کے بعد مدینہ ہی میں تعلیم کا آغاز کیا۔ ۸۰۰ دن میں قرآن حکیم حفظ کر لیا۔ اس سے فارغ

ہونے کے بعد حدیث، تفسیر، فرائض اور انساب وغیرہ فنون کی طرف متوجہ ہوئے ابھی تعلیم کا سلسلہ

جاری تھا کہ سنتہ کے لگ بھگ مدینہ طیبہ میں سخت قحط پڑا۔ ادھر والہ کے انتقال کے بعد

کنبیہ کی کفالت کا بوجھ ہی ہی آپ پر آن پڑا۔ اس لئے سخت کشتش میں بنتا ہوتے۔ جب حالات

خطراں ک صورت اختیار کر گئے تو مجبوراً آپ کو تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا۔ چنانچہ آپ کا اپنا

بیان یہ ہے۔

عبدالملک کے زمانیں مدینہ طیبہ میں سخت

اصابات اهل المدینۃ حاجة زمان ختنۃ

قطط پڑا جس سے شہر کا کوئی گھر متاثر

عبد الملک بن مروان فعدت اهل البند

ہوتے بغیر نہ رہا۔ مجھے خیال ہوا کہ جتنی

وند خیل ای انشا اصاباتنا اهل البیت من

یہ رے گھروں کو اس قحط سے تکلیف

ذلک ما لم يصب احداً من اهل البند

پڑھی ہے مدینہ بھریں کسی کو نہیں پڑھی۔ مگن

وذلك الخبر في باهلي شذوذ من امت

الیہ برحمن اد مودہ ارجوان
 خرجت الیہ ان اصیب عند کا شبیا
 قداعملت من احد اخر جہ ایسے
 سے اراد کی اپیل کی جائے گرنا کامی ہوئی کوئی ایسا شخص نہ مل سکا۔

چنانچہ تو کل علی اللہ تلاشِ معاش میں لاک شام کے سفر پر نکل کھڑا ہوا پھر آپ نے عبد الملک کے دربار میں جانے اور اس کی وفہری الحجت دو رکنے کا ذکر کیا ہے جس کے حل سے وہاں کے علماء قادر تھے۔ عبد الملک بڑا خوش ہوا اور آپ کا نسب نام پوچھا جب آپ نے کہا "میں محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن شہاب ہوں" تو کسی تعلیم یادگار کی وجہ سے اس کے تیور بدل گئے اور بولا "واللہ اتمہارا باب پڑا فلتہ پر داز تھا" اس نے عبد اللہ بن زبیر سے مل کر ہیں بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ آپ نے فرمایا "امیر المؤمنین! آپ یوسف علیہ السلام کی طرح لا تشریب علیک کو الیوم لغیفر اللہ سکھ رکھتے ہوئے معاف فرمادیجیے" بولا ہاں! ہاں! میں بھی لا تشریب علیکما الیوم لغیفر اللہ سکھ رکھتا ہوا معاف کرتا ہوں۔ پھر آپ نے کہا۔ "امیر المؤمنین! بیت المال کے رجیسٹر میں میرا نام درج نہیں ہے۔ میرا نام درج رجیسٹر میں کیا میرا ذیفید مقرر کر دیجئے۔ عبد الملک نے کہا

ان میں دلک ما فرض ضانیہ منذ جب سے تمہارے شہر کے رگ ہمارے
 کان ہدن الاصر خلاف اڑتے ہیں ہم نے وہاں کے کسی
 شخص کو ذلیفہ نہیں دیا۔

تمہم اس نے آپ کی قابلیت اور ہونہاری کو دیکھتے ہوئے آپ کا ذلیفہ مقرر کر دیا چونکہ ذلیف وقت سے پہلے نہیں مل سکتا تھا۔ اس لئے آپ نے کہا "امیر المؤمنین! خدا کی قسم! میں اپنے گھروالوں کو اتنی سخت مصیبت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ اس کا حقیقی علم اللہ تعالیٰ کے ہی کو ہے دوسرے ہل دریہ یعنی سخت تکلیف میں ہیں" اس پر عبد الملک نے آپ کو بہت سامال اور ایک کینز دے کر خصت کیا۔

ایک روایت میں ہے عبد الملک نے میرا امتحان لیا۔ میرے جوابات کو تسلی بخش پاکر میرا قرض ادا کر دیا اور مجھے انعام دیتے ہوئے مزید علم حاصل کرنے کی تائید کی فوجمعت اے المدینۃ اطلب العلم و استبعده چنانچہ میں مدینہ منورہ میں واپس آگر علم حاصل کرنے لگا اور جہاں سے بل سکا اسے سیمینٹ کی کوشش کی

ایمی ہے اس تفصیلی بیان کے بعد اب آپ کی مدینت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہے گا۔ دیکھئے اکس طرح آپ نے مدینہ طیبہ میں اپنی سکونت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ قحط کے وقت تلاشِ سماش کے لئے مدینہ سے شام کی طرف سفر اور وہاں سے پھر مدینہ کی طرف کامیاب واپسی آپ کی مدینت کی سنبھالی جگہ تھے۔ یہ عبد الملک کا امام صاحب کے مدینہ سورہ کو تمہارا شہر کہنا اور اہل مدینہ کی بنادوت میں آپ کے والد مسلم کی عناداری کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کرنا اس بات کی مقابل تردید دلیل ہے کہ مدینہ منورہ آپ کا آبائی وطن ہے اور یہ وہ تحقیقت ہے جس کو تناصیب کی افسانہ طرزی کبھی بدل نہیں سکتی۔

تیسرا مقالہ یہ مخالفہ درس نتائج کا حامل ہے، اس کا مقصد صحیحین وغیرہماں کی ان صورتیں احادیث پر ہاتھ صاف کرنے ہے جن کو امام زہری ان اسناد میں جس سے روایت کرتے ہیں جو نتائج سے قبل وفات پاچکے تھے حالانکہ ان سے آپ کا اخذ حدیث شکر ثبوت سے بالائے تناصیب لکھتے ہیں:-

”نحوہ سے پہلے زہری کو علم سے کوئی سر زکار نہیں تھا وہ اپنے وطن مقام ایلہی میں چاند و اور بخاری کا روبار کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ پھر منافقین عجم کے توجہ دلائے یہاں کی عجیز حجج کرنے کا خیال آیا چنانچہ مدینہ، کوفہ، بصہر وغیرہ مقامات کا سفر کیا اور حدیثیں جمع کیں۔“

”ان کی اکثر حدیثیں ایسے لوگوں سے مروی ہیں جو نتائج سے پہلے ہی وفات پاچکے تھے۔ بنابریں ایسی حدیثوں میں سے فی ہزار نو سو نانوے حدیثیں یعنی مرل ہیں۔ ان حدیثوں کو زہری نے کسی دلائل سے نہ۔ پھر وہ واسطہ حرف کر کے ان کو

حدشا کہ کرایے رادیوں کی طرف فضوب کر دیتے ہیں جو اسلام سے پہلے وفات پاچکے تھے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات اور ابو بکر بن حزم کی معزولی کے بعد ہی ابن شہاب کو عدیشیں جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا یعنی منافقینِ حرم کے آمادہ کرنے کے بعد۔ (طبوع اسلام سبیر زمانہ کے مختلف صفحات کا خلاصہ)

جواب ۱ حیرت ہے کہ یہ لوگ یعنی منکرین حدیث اور ان کے انتاز متشقین، کذبیتی میں اس قدر بے باک واقع ہوئے ہیں کہ صداقت و دیانت کو شاید انہوں نے جو اپنی دیے دیا ہے انہیں یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ کوہ ہمالیہ جیسے جب ہمارے بڑے بڑے جھوٹ ظاہر ہو جائیں گے تو دنیا ہمیں کیا کہے گی اور ہم جو دوسروں کو — جن کی صداقت کی دنیا شاہد ہے۔ جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایڑھی چھڑی کا زور لگا رہے ہیں اس وقت خود ہماری پوزیشن کیا ہوئی۔ عجیب تماشہ ہے کہ یورپ کے ایک یورپی مشرق کو جب اپنے جھوٹ ثابت کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے حضرت عبد اللہ بن زبیر (رض) کے عبد الملک کے ساتھ راتی جگلے کے زمانہ میں یعنی حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت سے پہلے جو اسلام میں ہوئی، امام زبری کو اسلام کا عالم شہیر اور فقیر عدیم الانظیر بنادیا۔ جس کی علمی، فقیری اور احتجاجی شہرت پار و انگ علم میں پھیلی ہوئی تھی (جس کی تفصیل اوپر گذر چکی ہے) لیکن ہمارے ہندستانی عقل کے ہنی جناب تھنا صاحب، کو جب اپنے مقاطہ اور دروغ گوئی کو تقویت پہنچانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو انہوں نے امام موصوف کو امام سے پہلے جاہل مطلق، علم سے کردا، کاروباری آدمی اور کسان بنانے کے رکھ دیا۔

بیں تفاصیل راہ از کجاست تا بھج

یعنی ایک صاحب اسلام سے تائیں سال قبل امام زبری کو علم و فتنہ میں شہرت یافتہ قرار دیتے ہیں تو دوسرا سے اس سے پہلے ان کو جاہل مطلق اور کندہ ناتراش کسان ثابت کرنے پرستی ہوتے ہیں۔ اب اگر پروردہ شد رکو ایڈ سبیر رضاچاہ سے تو تنا عادی صاحب دروغ گوئیں اور لئے پروردہ مدرس افتخار سے کہ احادیث پاک میں تسلیک اور اس کی تردید کی خرض سے یہ دونوں حضرات امام ابن شہاب زبری کو ملعون و محروم کرنے کے دریے میں قشنا بہت قدویہ۔

اگر شاگرد رتنا صاحب اپنے ہیں تو گوکلہ سیہر کا جھوٹ انہم میں اشنس ہے۔ وہ کس کا تینیں کیجئے کس کا تینیں نہ کیجئے لائے ہیں بزم دوست سے یار خراں اگلہ ہم سے پڑھئے تو دونوں علطاں بیان ہیں، اور اپنے اپنے جھوٹ کو بدالیں بنانے کے لئے تاریخ سازی کر رہے ہیں ما

شانی ۱۹۵۹ء امام صاحب کہاں پیدا ہوئے، کس عمر میں تعلیم حاصل کی اسکس کس شیخ کے سامنے زادوئے تدکیا۔ اس کی پوزی فضیل، محدثین، مورخین، ہفاظت امام کے معاصرین اور بعد کے علماء کی تصریحات کی روشنی میں بقیہ حجاجات آپ کے حالات سے معلوم ہوتی ہے جو حقیقی کی اشاعت جنوہی دفتری ۱۹۵۹ء میں شائع ہو چکے ہیں۔ منتظر پر کہ رجال و تاریخ کی متقدہ شہادت ہے کہ امام زہری شہر سے قبائل اور اس کے کچھ سال بعذک اپنے اساتذہ حدیث سعید اعرودہ بن زبیر، ابو جعفر بن عبد الرحمن، حضرت علیہ اللہ بن عبد اللہ جو سب کے رب فقہائے مدینہ تھے، تفصیل علمیں صرف تھے اور شب و روز کی محنت سے اپنے علم کی حدود کی تو سیع میں ہمہ تن مشغول ہیں۔

اس بجال کی قدرے تفصیل دوسرے مخالفوں کے ازالہ میں بھی ہو چکی ہے۔ اور اس سلسلہ کی کچھ شہادوں کا ذرا اگلے کسی مخالف کے جواب میں بھی آ رہا ہے۔

شانشہا۔ تاریخ اس سے خاروش ہے کہ امام زہری، کوفہ، بصرہ، مصر وغیرہ شہروں کی طرف اخذ حدیث کے لئے گئے۔ اس کے عکس تاریخی شہادتوں کی بنابرائی کے زمانے میں مدینہ متوہہ ہی علم حدیث کا مرکز تھا، ان کو ان کے لئے باہر جانے کی خاص ضرورت بھی کیا تھی، یہی وجہ ہے کہ ان کے اساتذہ زیادہ ترقیتے میں بھی ہیں۔

دالیع۔ یہ بھی دھوکہ ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے جمع قدموں حدیث کے کام پر امام زہری کو تینیں نہیں کیا تھا، یہ "اکٹاف" تاریخی تصریحات کے میزرسخلاف ہے اور صرف تنانی ذہن کی پیداوار۔ چونکہ رتنا صاحب کی دیانت و صفات کے کافی نوٹے سامنے آچکے ہیں اس لئے اس سمجھت کر طویل رینے کی ضرورت نہیں صرف دو ایک حوالے دے دینا کافی معلوم ہوتا ہے حافظ ابن حجر عن رتنا صاحب کو بھی بے حد اعتماد ہے فرماتے ہیں۔

وادل من دون الحسن بیث یعنی پہلی صدی کے اختام پر حضرت

ابن شہاب الزہری علی داس
الساقیہ با مر عمر بن عبد العزیز
شمرکش الشد دین ثحہ التصنیف
و حصل بن الک خیر
کشیو^{لہ} فللہ الحمد۔

عمر بن عبد العزیز کے حکم سے سب سے پہلے امام ابن شہاب زہری نے حدیث کر دیون کیا۔ اس کے بعد کثرت سے تدوین ہوئی اور کتابیں لکھی گئیں جن سے محمدانشہ بہت فائدہ ہوا

حافظ ابن حجر سے قبل امام عبد الرحمٰن سلمہ (نے) عمن عبد العزیز کے حکم سے امام زہری کے تدوین حدیث کا ذکر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زہری کی تدوین حدیث ابو بکر ابن حزم سے پہلے کی ہے۔ یہ کیونکہ ان کی جمع کردہ مدونات کی نقل خلیفہ عمر بن عبد العزیز ہے جو مالک محرورہ میں ضعیدی تھیں، جب کہ ابو بکر موصوف کے کام کی تکمیل سے پہلے ہی خلیفہ کا انتقال ہو گیا۔ اسی امام مالک، اور امام عبد العزیز درا دروی دو حصہ اماں کا متفقہ بیان ہے ادل من دون العلو و کتبہ ابن شہاب^{لہ}

یہ تو تصریحات میں ہم عصروں یا قریب العصروں کی کہ امام زہری کو تدوین حدیث کے لئے پہلے تعلیم کیا گیا، معلوم نہیں تھا صاحب کہاں سے یہ نکشافت لائے کہ ابو بکر ابن حزم کی معزولی کے بعد امام زہری کی تدوین حدیث علی میں آئی۔

مولیہ تاریخی واقعات پر پڑو ڈلنے کی ناپاک کوشش | تھا صاحب نے مسلکہ تاریخ ادا نعمات

پی پڑو ڈلنے کی ایک ناکام کوشش یوں ہی فرمائی ہے کہ
”رسانہ سے پہلے تحصیل حدیث کے لئے بگ و دو، شہر شہر اور قریہ قریہ کی دوڑ کا دتوڑ
نہ تھا کسی کو اس کی ضرورت محسوس ہوتی تھی؟“ (طبع اسلام ص ۲۷)

لئے فتح الباری ص ۱۰۹ ج ۱ ال الاول ص ۲۷۰

لئے الفاظ یہ ہیں۔ امرنا عمن عبد العزیز جمیع السنن فکتبنا ہاد فتراء فتراء
ذیعث (یہ کل ارضن لہ علیہا سلطان دفتر) رجامع بیان (العلم ص ۲۷۵ جلد ۱) ۰
لئے امام مالک کا قول جامع بیان العلم (ص ۲۷۵) اور امام درا دروی کا قول تذكرة المخاطب،
(ترجمہ امام زہری) یہ ہے۔

اس سے یہ بادر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ پورے ایک سو سال تک حدیث پڑھنے پڑھانے کا رواج نہیں تھا، زادس کی تفصیل کرنے کوئی سفر کی صورتیں برداشت کرتا تھا بلکہ اس کی ضرورت تک سورک نہیں کی جاتی تھی، پھر اس فاسد بنیاد پر عمارت یا کھڑی کی کہ یہ نافیضین حجم کی کشمکشی ہے کہ زہری کی وساحت سے حدیثوں کے ڈھیر لگ گئے!

حقیقت یہ ہے کہ تمنا صاحب نے حبیعت کی تفصیل پر پردہ ڈالنے اور عوام کو دھکر میں بتدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ صرف حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کے لئے دور دراز مالاک کے سفر کا رواج صحابہ کرام کے زمانہ میں عام تھا۔ تابعین کے وقت اس میں اور زیادہ ترقی ہوئی۔ ہبھیوں نے اس کی تفصیل کرنے کے لئے اپنی عمریں دفعت کر دیں۔ اسی طرح بعد کے انہی دین کی کوششیں برابر باری رہیں حتیٰ کہ تدوین حدیث کمل ہو گئی بھوآج منکریں حدیث کی آنکھوں میں خاربن کر کھٹک رہی ہیں۔

حدیث کی خاطر اگر صحابہ و تابعین کے سفر و حلت کے واقعات قلبند کئے جائیں تو ان کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ پہاں صرف چند واقعات بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ عادی صاحب نے کہاں تک دیانت کا ثبوت دیا ہے۔

۱۔ حضرت جابرؓ نے ایک دوسرے صحابی عبد اللہ بن انبیس سے جو شام میں سکونت پذیر ہے صرف ایک حدیث حاصل کرنے کے لئے ایک ہبھیہ کا سفر کیا یہ

۲۔ اسی طرح حضرت جابرؓ نے قصاص کی حدیث سننے کے لئے مدینہ سے مضرک سفر کیا۔ اس لئے کہ بیان کر نیوالے صحابی مصریم مقیم تھے۔

۳۔ عقبہ بن عامر ہبھی سے صرف ایک حدیث حاصل کرنے کے لئے حضرت ابوالیب الصاری مدینہ سے چلے اور ان سے حدیث روایت کی۔

۴۔ عبید اللہ بن عدی فرماتے ہیں مجھے حضرت علیؓ کے پاس ایک حدیث کی اطلاع ملی۔ مجھے خوف تھا کہ اگر ان کا انتقال ہو گیا تو یہ حدیث کسی دوسرے سے نہیں ملے گی چنانچہ میں سفر کر کے ان کے پاس عراق پہنچا اور ان سے وہ حدیث حاصل کی۔

لئے سیع بخاری مع فتح الباری ص ۹۷۶ فتح الباری ص ۹۷۶ الفیاضہ الیضا

- ۵۔ عبید اللہ بنی بریدہ کا بیان ہے ایک صحابی نے ایک دوسرے صحابی حضرت فضال بن عبید سے صرف ایک حدیث لینے کے لئے مصطفیٰ سفر کیا یہ
- ۶۔ راس الیں حضرت سعید بن مسیب (۷۹۲ھ) جن سے امام زہری نے زاف سے اندر لا کر منتظر آٹھ سال تک تعلیم حاصل کی فرماتے ہیں۔

کنت ارحال الایام واللیسانی فی اکثر مجھے ایک ایک حدیث کے لئے کئی طلب الحدیث الموحد یہ کئی دن اور کئی کئی رات کا سفر کرنا پڑتا تھا

نقیۃ شام امام کوکول کا بیان ہے

نے طلبِ حدیث کے لئے عالم اسلام کا پھر فہرست الارض کلمہا فی طلبی العلم فہما نقیۃ، اعد من سعید ابن چہرہ چہار چھان مارا۔ مجھے سعید بن مسیب سے طلب اعلام کوئی نہیں ملا۔

یہ سب واقعات سو سال کرنے سے پہلے کے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح صحابہ کرام اور تابعین علام ایک ایک حدیث کی خاطر شخصی خوشی سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے اور اس کے لئے سرگردان رہتے تھے۔

چوتھا مخالف ارسل کے بہت خواجہ تھے جیسی ذریمان سے اپنے اصل شیخ کا نام چھوڑ کر شیخ کے شیخ سے اس طرح روایت کرتے تھے کہ سننے والا مجھے کہ انہوں نے خود فلاں سے سنائے اور اس میں اس قدر مشاق تھے کہ جس سے ملاقات تک نہیں کی..... جس کی وفات کے وقت یہ کم من تھے..... بلکہ جس کی وفات کے رسول بعد پیدا ہوئے اس سے جھی حدثنا فلاں کہہ کر حدیث بیان کر دیتے ہیں (طیون اسلام پرچہ رکور ص ۲۷ و مک)

جواب (۱) کو بعض دفعہ مطلق ترک و اصطلاح پر ارسال گا اطلاق کیا گیا ہے لیکن اہل علم کے ہاں اب متقرر اصطلاح یہی ہے کہ تابعی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہے اور دریانی و اسطر ترک کرتے اس کو ارسال کہا جاتا ہے۔ چنانچہ شرح تنبیہ وغیرہ اصول حدیث

کی کتابوں میں ارسال کے یہی معنی متداول ہیں، نہ وہ جو "معنی" کہ کر تمنا صاحب نے ارشاد فرمائے ہیں، اور اپنے مناطقے میں جان ڈالنے کے لئے کہیں کی اینٹ کہیں جو ٹوڈی ہے۔

(۲) بلاشبہ ذکرہ بالا معنی کے اعتبار سے امام رضویت سے بعض روایات آئی ہیں۔ مگر یہ کوئی ایسی پیش نہیں جن کا اکشاف صاحب مضمون نے کیا ہے، بلکہ اس کو محدثین خوب جانتے تھے۔ ان کی ایک ایک مرسل روایت پر ان کی نظر تھی۔ اس دسیع اور عتیق نظر کی بنابر محدثین کے ہاں امام زہری کی مرسلات قابل جمعت کا درج نہیں رکھتیں، کیونکہ ان کا شار صفات العین میں سے ہونے کی وجہ سے ان کے درحالی کے بیان و اصطہونے کا احتمال تو ہی ہے، پھر تسبیح و استقراء سے محدثین کو تپڑا، کہ بعض دفعہ ایسے (غیر صحابی) راوی کا نام انہوں نے ترک کیا ہے جو پایہ استناد سے ساقط ہے۔ کسی وجہ سے اس کا نام لینا پسند نہ کیا۔ اتنی سی بات کی بنابر محدثین نے فیصلہ دے دیا۔ مرسلات المذهبی۔ یہ بخشش لانا بخدا کا بیروی عن سلیمان بن اوس و لانہ حافظ و کلم اقدر ان یسمی سی و انسا میت ترک من لا یتھب ان یسمیہ

(تدریب المراوی ص ۳)

یکن خوب سمجھ لیجئے کہ محدثین قابلۃ امام زہری کو صادر اور ثقہ سمجھتے تھے اسکے انہوں نے یہ ہمگز نہیں کہا کہ جہاں وہ متصل سے بھی روایت بیان کریں رہاں بھی ترک راوی کا احتمال پیدا کر کے اس کو مسترد کر دیا ہو۔

یہ کہنا کہ اس قدر شاق تھے کہ جس سے ملاقات تک نہیں کی جائے۔ اخراج وغیرہ وغیرہ... اس سے بھی حدثنا غلام کہہ کر حدیث بیان کر دیتے ہیں، تو اس کے متعلق بے اختیار کہنے کو جو چاہتا ہے سبحانہ هذابهتان عظیم۔ مضمون نگارنے دعوے لئے تو بہت بڑا کیا ہے اور بڑے ط طراق سے بار بار اس کو دہرا دیا بھی ہے مگر اس کی تائید میں کوئی ضعیف سے ضعیف قول بھی پیش نہیں کیا اور نہ کوئی ادنی سے ادنی امثال ہی دی ہے۔

لیکن شوال لاستے بھی کہاں سے؟ اور اس اقتداء عظیم کی تائید میں کوئی قول پیش کرتے ہی میں طرح یہ تو صریح بھوث ہے کہ کوئی راوی اپنے اصل شیخ کا نام حچوڑکرا اپنے شیخ کے شیخ سے (جس سے روایت نہیں لی ہے بلکہ ملاقات تک نہیں کی ہے) مدد شافعی یا سمعت فلاناً کہہ کر حدیث بیان کرے۔ راس المحدثین امام ابن تھاب سے اس کا تصور کیسے ہو سکتے ہے؟ وہ ایسی گھٹیا حرکت کر کے اپنے آپ کو اس بنیاد مقام سے کس طرح گرا سکتے تھے خوناچ کائنات نے آپ کے لئے ہی مخصوص کر رکھا تھا۔ اگر بقول عماری صاحب الیسا ہمارے تو جیسا نہ قوم اور آئندہ جرح و تعديل۔ مثلًا امام الحنفی، امام حنبل، امام سیفیان ثوری، امام حنفی بن سعیدقطانی۔ امام علی بن مديني، امام احمد بن حنبل، امام تناقی، امام محمد بن اسما علی بن حنفی، امام نسائي اور امام داقطانی وغیرہ کہاں تھے؟ انہوں نے اس دروغ بے فروغ کا پردہ کیوں چاک نہ کیا؟ امام موصوف پر کیوں جرح نہ کی؟ اور کیوں انہیں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ساقط الاعتبار نہ گردانا؟ بلکہ اس کے بعد اس علم الخطاۃ، احمد العلامہ الاعلام، عالم الجزاۃ والتفاصیم اور تابعی جعلی وغیرہ کے عجز خطاۃات سے کیوں نوازا؟ معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف ان آئندہ حدیث کے زدیک اسی اعزاز کے حق دار تھے جو انہیں دیا گیا وہ (سعاذ اللہ) کتاب نہیں تھے کہ جس سے روایت نہیں لی۔ ان سے حدتنا یا سمعت کہہ کر حدیث بیان کرتے۔

۴۔ حضرت "ایمنی" کے بعد جماعت نے فرمایا ہے کہ "ارسال" نہیں چندیں "کہلاتا ہے" مطلب یہ کہ جو راوی اپنے اصل شیخ کو خوف کر کے شیخ کے شیخ سے (جس سے اس نے حدیث نہیں لی) روایت کرے وہ مدرس کہلاتا ہے۔ بشرطیکہ اس کی اس سے ملاقات ہو۔ اگر ملاقات نہیں صرف معاصرت ہے تو ارسال ختمی ہے۔ پھر اگر تسلیں اور ارسال کی صورت میں اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے میں جن میں اس کے اور اس کے شیخ کے درمیان تقادار اور عدم تقادار دونوں کا اختصار ہے جیسے عن طلاق۔ "خلال فلان" "ذکر فلان" "ایمنی فلان" سے روایت ہے۔ فلان نے کہا ہے؟ اور فلان نے ذکر کیا ہے؟ تو اس سے بھوث لازم نہیں آتا مگر اتنا یہ بضور پیدا ہو جاتا ہے کہ آئندہ جب تک وہ صراحتہ سماع کا ذکر نہ

کر سے یعنی حدثنا یا سمعت کا لفظ نہ ہے۔ اس کی حدیث تبول ہمیں کی جاتی لیکن اگر کوئی راوی نہ کوہ صورت میں ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو صراحتہ سماع پر دلالت کرتے ہیں جیسے سمعت فلاں۔ حدثی فلاں وغیرہ میں نے فلاں سے ستابے اور مجھے فلاں نے حدیث بیان کی ہے تو وہ راوی مدرس کی سطح سے گر کر کذاب قرار دیا جاتا ہے جس سے ایک دفعہ ایسا ثابت ہو گیا وہ ہمیشہ کرنے ساقط الاعتبار ہو گیا۔
حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

و بید المدرس بصيغة من صيغة الادعى يتحتم وقوع المقصى بين المدارس
وبين من استند عنه كون وكن اقاٰل ومتى وقع بصيغة صريحة كان
كذباً وحكى من ثبت عنه التدليس اذا كان عدل لا لا يقبل منه الاما
صرح فيه بالتحدى على الاصح له

جو راوی اپنے اصل شیخ کو مذکور کر کے شیخ کے شیخ سے دحس سے اس نے حدیث ہمیں لی ہے) حدثنا کہہ کر روایت بیان کرتا ہے وہ حدثین کے تزدیز کذاب ہے اور ہمیشہ کرنے ساقط الاعتبار صحیح مسلم سے اس کی دو شہادتیں ملاحظہ فرمائیے۔

۱- قال همام قال قد مر علينا ابو داؤد
الاعمی فجعل يقول حدثنا البراء
شنازید بن ارتقى فذ كربلا ذلت
قتادة فقال كن ب ما سمع منه
انما كان سائلًا يتکلف الناس
زمن طاغيون جارف کے زمانہ میں لوگوں سے
بھیک مانگا کرتا تھا۔

ایک دفعہ ہی ابو داؤد اعمی حضرت قتادةؓ کی خدمت میں آیا۔ جب انھر کر چلا گیا تو لوگوں نے کہا یہ کہتا ہے اس کی اٹھاڑہ بدری سماں سے ملاقات ہوئی ہے۔ قتادة کہنے لگے
لہ شرح تجھۃ الظرف ۲۰ و ۲۱۔ اس عبارت کا ملخصاً درپر آگیا ہے لہ صحیح مسلم ۱۷۰۔

یہ طاعون جارف سے پہلے بھیک مانگا کرتا تھا۔ علم سے اس کو کوئی سردار نہیں تھا۔ خدا کی قسم! ہمیں حسن بصری تے کوئی ایسی حدیث بیان نہیں کی جا نہیں نے کسی بدری صحابی سے بال مشافعہ لی ہو اور سعید بن میبجھ نے ہمیں صرف سعد بن ابی وقاص کے متعلق بتایا کہ انہوں نے ان سے بال مشافعہ حدیث لی ہے لہ یعنی "جب اس سے بڑی عمر کی جیلِ التقدیر حدیث جن کا شب دروز یہی مشغله تھا۔ بدری صحابہ سے ملاقات نہیں کر سکے تو یہ جو ان سے بہت چھوٹا ہے کس طرح ان سے ملا"

۴۔ حسن بن علی علوانی کہتے ہیں۔ شاشام ابوالمقدام پہلے اس طرح حدیث بیان کرتا تھا حدیثی رجیل یقال لیهیجی بن فلاں عن محمد بن کعب میں نے اپنے شیخ عفان سے کہا لوگ کہتے ہیں اس نے محمد بن کعب سے سنا ہے لہ اسی حدیث کی وجہ سے تو اس پر آفت آئی ہے پہلے یہ عذشی لیجی عن محمد کہا کرتا تھا۔ پھر اس نے دوسرے کیا کہ اس نے محمد سے سنا ہے لہ یعنی اپنے اصل شیخ کا نام چھوڑ کر شیخ کے شیخ سے بمعت محمد کہ کہ بیان کرنا شروع کر دیا اور اس بھوٹ بولنے کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے ساقط الاعتبار ہو گیا)

اب تناصا صاحب پر لازم تھا کہ جب انہوں نے امام موصوف پر اتنا شگین جرم عائد کیا ہے تو اس کی کوئی مثال پیش کرتے کہ کون سا ان کا وہ شیخ ہے جن سے ان کی ملاقات ثابت نہیں یاد وہ آپ کی پیدائش سے پہلے فوت ہر گیا۔ پھر آپ نے اس سے حدثنا کہ کہ حدیث بیان کر دی۔ ہمارا دعویے ہے کہ عادی صاحب کے پاس ایسا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ در نہ چہاں انہوں نے ادھراً حکی باتوں میں صفحے کے صفحے سیاہ کر ڈالے ہیں اگر ان کے پاس اس کا کوئی ثبوت ہوتا تو اسے ضرور پیش کرنے ملوم ہوا کہ دوسرے اقتضاءات کی طرح امام صاحب پر یہ بھی ان کا ایک عظیم الشان انترا بے۔

شاہزادیوں نے یہ تک بندی اپنے اس مخالفت کی بنابر کی ہے کہ امام موصوف شاعر سے پہلے جاہل مطلق تھے راس کے بعد انہوں نے "بھی سازش" کے پیش نظر حدیث پڑھنا

شروع کی۔ اگر تھا صاحب کا یہ مخالفہ "خدا خواستہ کارگر ہو جائے تو پھر اس کی بنا پر ان ہبت سی حدیثوں سے ان لوگوں کو نجات مل جاتی ہے جو نہ صرف حدیث کی عامم کتابوں میں بلکہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ اور صحیح بخاری میں آئی ہیں۔ یکیوں کہ آپ حضرت سید بن میتب حضرت عروہ بن زبیر، حضرت عبید الدین بن عبد اللہ، حضرت ابو الحسن بن عبدالرحمن، حضرت زین العابدین اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے سینکڑوں احادیث حدیثنا سعید یا اسماعیل عروہ الخزکہ کر میان کرتے ہیں۔ یہ سب حضرات آپ کے ساتھ رہن کی خدمت میں سالہا سال رہ کر علم حاصل کیا اور مدینہ طیبۃ کے شہر آفاق قفقہائے سبھے میں سے ہیں اور یہ سب ائمہ سے پہلے منتقل کر گئے تھے۔

گر بھر اللہ اس مخالفہ کی نقاب کٹائی دوسرا سے اور تیسرا مخالفہ کے جواب میں کردی گئی ہے اور ثابت کر دیا گیا ہے کہ امام موصوف بالتفاق محدثین مدینہ کے رہنے والے تھے اور وہاں کے فقہائے سلیمان اور دوسرے آئندہ حدیث کے حلقوں میں درس میں شریک رہ کر ۸۲۷ھ کے لگ بھگ فارغ التعلیل ہو چکے تھے۔

پانچواں مخالفہ امام موصوف کے نام ساتھ کے متعلق جو ائمہ سے پہلے فوت ہو گئے علماء اور حضرت عروہ بن زبیر کے متعلق خصوصاً تھا صاحب نے یہ مخالفہ دیا ہے کہ ابن شہاب کی ان سے ملاقات نہیں ہوئی اور ان کا ان سے حدیثیں سننا با جامع محدثین ثابت نہیں نہ صرف زیر تقدیم مصنفوں میں بلکہ بعد کے ایک مصنفوں میں بھی جو لعنوان آغاز نزولی وحی اور ورقہ بن فوعل "ملوک عاصم" از المؤذنین کراچی میں چھپا ہے اس کا بار بار اعادہ کیا ہے۔ مندرجہ بالا مصنفوں میں بخاری شریعت کی حدیث ابتدائی نزولی وحی کو سند اور تھنا غلط ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ لکھتے ہیں۔

گر مجھ کو توبہ سے معتبر کتاب جو کہی جاتی ہے صحیح بخاری دراصل اسی کی روایات کو

ٹھے امام زادی شرح صحیح مسلم ص ۱ میں مدینی اور مدینی کافر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں قال البخاری المدینی بالیاء هو الذي اقام بالمدینة ولم يغادرها والمدیني الذي تحول عنها و كان منها مدینی وہ ہے جو زندگی بجزیرہ نما میں رہا اور وہاں سے منتقل ہو کر کبھی دوسرے شہر میں سکونت اختیار نہیں کی اور مدینی وہ ہے کہ دراصل مدینہ کا ہنسے والا تھا اگر وہاں سے منتقل ہو کر کسی دوسری بجھر جا بسا ہو۔ پہلے گرچکہ ہے کہ زہری بالتفاق محدثین مدینی تھے

اس وقت اپنا مرکز بحث بنانا ہے۔

اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ابن شہاب کے متعلق ہم نے ترجیح ابن شہاب زہری مطبوعہ طلوسِ اسلام میں تہذیب التہذیب کی عبارت بجز الر جلد و صفحہ نقل کر کے اور درسرے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ ابن شہاب زہری کا عروہ بن زبیر سے حدیث سننا باجماع محدثین ثابت نہیں ہے اور نہ قرین تیار ہے۔ اسی لئے یہ حدیث بھی مislات زہری میں سے ہے اور ہم ان کے ترجیح میں لکھنے ہیں کہ آنکہ حدیث کے نزدیک ابن شہاب زہری کی مرسل حدیثیں یقیناً معتبر اور طلوسِ اسلام کراچی (ارنوبر ۱۵۵۶ھ)

اور مجموعہ مضمون میں یوں لکھائے۔

عروہ بن زبیر سے زہری کی حدیثیں بہت ہیں اور تقریباً سب بلا واسطہ رعنی اصل شیخ کو چھوڑ کر طلوسِ اسلام (۱۵۵۶ھ)

جواب | علموم ہوتا ہے کہ مفتک حدیث ڈرے نے دھوکا دی اور علط بیانی کا سارا کام تنہ صاحب کے سپرد کر رکھا ہے اور اس اللہ کے بندے نے قسم کھار کھی ہے کہ مفتک صحیح بات زبان قلم رنگیں آئے دیں گے ان کا مضمون آخر حدیث کے متعلق علط بیانیوں اور فتاوا پردازیوں سے لبریز ہوتا ہے۔ امام ابن شہاب کا نظر حضرت عروہ بلکہ تمام فقهاء سے بعد سے تلذذ اور کب فیض انہیں اشنس ہے۔ گریہ ہیں کہ بار بار یہی رٹ لگائے جا رہے ہیں کہ ابن شہاب کا عروہ اور ائمہ سے قبل وفات پانے والے محدثین سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ گر حضرت نایار دیکھے بار بار جھوٹ کے اعادہ سے حقیقت نہیں بدیکتی حقیقت اپنی جگہ حقیقت ہی اسکی۔ یہ چار غصونگوں سے نہیں بچتے گا۔ اب چند جو اے طلوسِ نور نقل کئے جلتے ہیں جن سے نظر حضرت عروہ بلکہ ائمہ سے پہلے وفات پانے والے آئمہ کرام سے بھی امام ابن شہاب کا سماع روز روشن کی طرح ظاہر موجلتے گا۔ امام ابن شہاب کا اپنابیان ہے۔

۱۔ جالست اربعۃ من تریثیں بحوراً میں نے سند رجیا اس رکھنے والے قریش سعید و عروہ د عبید اللہ د کے چار علماء سے نہیں کی ہے اور وہ

و ایسا سلسلہ۔
یہ میں حضرت عبید بن مسیب، حضرت عروہ

حضرت عبید الدین اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمنؓ۔

یا درکھنے! عبید الدین کو چھوڑ کر باقی سب کا شہنشہ میں انتقال ہوا حضرت عبید الدین نے
شہنشہ میں وفات پائی۔

۲۔ قال ابن شهاب اذا حدثني
عروة ثور حدثني عمرة صدق
عندى حديث عمّة حدثي شعرة
فلها بحقرتها اذا عروة مجرد لا
يعرف ^{لهم}
ابن شہاب نے فرماتے ہیں جب امام عروہ
مجھے کوئی جدیث بیان کرتے۔ پھر میں دہی
حدیث عمرہ سے ستاتراں سے حضرت
عروہ کی حدیث کی تصدیق ہو جاتی۔ جب
میں نے ان دونوں کے تجزی علی کا مرازنہ

کیا تو امام عروہ کو علم کا خلک نہ ہونے والا سمندر پایا۔

۳۔ ماجالست احدا من العلماء
الاوادى انى قد اتيت على
ما عندك وقد كنت اختلف الى
عروة حتى ما كنت اسمم منه
الامعاذا ماخلا عبيده الله فانه
لحرااته الا وجدت عندك
علم سکھ لیا ہے چنانچہ میں خوب عروہ کے
حقہ درس میں اتنی درت حاضر تھا کہ ان کی
تقریر میں اب وہ باتیں ذکر ہرنے لگیں۔ جو
میں پہلے بارہا سن چکا تھا صرف حضرت
 Ubaidullah ibn Arqa وہ شخص ہیں کہ جب بھی میں ان کی خدمت میں حاضر تھا انہیں تازہ تازہ
اور زربہ نو علم کے دریا ہلتے ہوئے پایا
نیز فرماتے میں۔

۴۔ قال لى ثعلبة بن ابى معین اذ ارى
لته تذكره المخاطط ص ۱۰۵ و حلية اولیاء ص ۱۰۶ ملہ تہذیب التہذیب ص ۱۸۲ ملہ تہذیب التہذیب ص ۲۳
و تہذیب الاسلام ص ۱۱۳۔

تَخْبِيْكُ الْعَلَمَ قَدْلَتْ نَعْمَقَالْ تَعْلِيْكَ
بِذَلِكَ الشَّيْخُ يَعْنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُعِيْب
قَالَ قَدْلَمَتْ سَعِيدَا سَبِيعَ
بَنْ مَسِيبَ كَمْ خَدْرَتْ مِنْ جَاؤُ اُورَانَ كَمْ
صَجْبَتْ كَوْتَنِيْتَ سَجْبُوْ. چنانچہ میں ان کے پاس
عِرْوَةُ فَجَرْتَ شَبِيجَ بَرَجَرَ بَلَهُ
نیپُ کیا۔ پھر وہاں سے فارغ ہو کر حضرت عروہ کی خدمت میں حاضر ہو اور ان کے عین بھرم کر
اپنے سینے میں منتقل کر لیا۔

۵۔ امام ابن شہاب احضرت عروہ سے حضرت عائشہؓ کی کسوف شمس والی حدیث بیان کرتے ہیں
ان میں نماز کسوف کے طریقے کا ذکر ہے کہ نماز کسوف دور کعت پڑھی گئی اور ہر رکعت میں
دور و دور کوتھے۔ جب امام عروہ حدیث بیان کرچے تو ابن شہاب کہتے ہیں۔

نَقْلَتْ لَعْرُوْهُ اَنَّ اَخَاهُ يَوْمَ مُخْسَفَتْ
مِنْ نَعْرُوْهَ سَعَيْدَ اَنَّ يَوْمَ شَمْسِ
الشَّمْسِ بِالْمَدِيْنَةِ لَمْ يَزِدْ
عَلَى رَكْعَيْنِ مِثْلِ الصَّبِيْحِ قَالَ
اجْلَ لَاهُ اَخْطَأً اَسْتَأْتَهُ
رَكْعَنَكَشَفْ زَانَهُ گے ہاں! ٹھیک ہے اہمروں نے مذکور کے خلاف کیا۔

۶۔ امام ابن شہاب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنی امارت مدینہ کے
زبانے میں نماز عصر مورخ کر دی۔ اس پر حضرت عروہ بن زبیر نے تنبیہ کی کہ نماز کا یہ وقت نہیں ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبریل نے فلاں فلاں وقت پر نماز پڑھائی تھی المز
یہ حدیث صحیح بخاری میں متعدد جملہ آتی ہے کتاب المذاہی میں صاف صراحت ہے
کہ ابن شہاب نے حضرت عروہ سے برآہ راست پر روایت سنی تھی۔

عَنْ اَنْزَهِرِيٍّ قَالَ سَمِعَتْ عَرْوَةَ
ابْنَ شَهَابَ كَہْتَهُ میں میں نے عروہ کو عمر بن
یَحْيَى حُمَرَيْنَ عَبْدَ الْعَزِيزَ الْحَدِيْثَ
عَبْدَ الْعَزِيزَ سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے خود نامہ

لے البدایہ ص ۲۷۵ ملے صحیح بخاری سنن البخاری ص ۵۴۲ طبع ہندستانہ ایضاً ص ۲۱۔

بغرض اخذ صدارت امام ابن شہاب زہری کے حضرت عروہ بن زبیر سے سماع اور علمذ کے مکارہ بالا چھٹوواہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ کتب حدیث خصوصاً صحیحین میں اس کے دلائل کثرت سے موجود ہیں۔ استیعاب کیا جائے تو مقالہ مزید طویل ہو جائے گا۔ ان شواہد کو دیکھ کر ہر وہ شخص جس کی فطرت حدیث وشنی کی وجہ سے بالکل منع نہیں ہوئی اس نتیجہ پر منع سکتا ہے کہ تنہ صاحب نے اپنے منشی تھیت کو چھپا کر عوام کو فریب دینے کی ناپاک اور نرموم حرکت کی ہے۔

اعتراف حقیقت! حضرت عروہ سے امام ابن شہاب زہری کا سماع اور علمذ ایک یہی حقیقت ہے کہ اس کا انکار آنتاب نصف النہار کے انکار کے متراوف ہے ہی وجوہ لفظی سماع میں تعدد صفات سیاہ کر نیکے باوجوہ تنہ صاحب کو بھی دلبی زبان سے آپ کے امام عروہ سے تعاویر اور سماع کا قرار کرنا ہی پڑا ہے وہ یوں اکہ امام موصوف کو "شیعہ" بنانے کے لئے اہل بیت سے ان کا تعلق جو ہر ناضر دری سمجھا گیا اور اس وقت زیادہ تر اہل بیت کا قیام مردینہ ہی میں تھا اس سے حضرت زین العابدین کی صعبت سے نیضیاب ہونے کے لئے آپ کی امامت مردینہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت علی بن حین کی دفات اگرچہ بقول صحیح شیعہ میں ہے گرچہ نکر زہری کے مالکی دفات تقریباً سنتہ میں ہے اس لئے ضروریہ سنتہ یا اس سے کچھ پہلے یا بعد مذینہ آئے ہوئے اور عروہ بن زبیر سے بھی راہ کی ملاقات ہو جاتی ہوگی مگر وہ تھا بوجوہ محمد شین کے ہیاں معتبر ہے لیکن قابل بغرض سماع حدیث اس کا اس وقت رواج ہی کیاں تھا کہ اس کا موقع نہ کلتا"

(طیور اسلام پر چند کو رسالہ)

اجی حضرت! مدینہ آئے ہوں گے "راہ کی ملاقات ہو جاتی ہوگی" یہ شکی الفاظ کیا آپ کے دل کے چولکی غمازی نہیں کر رہے ہکہ دل صحیح بات کو تسلیم کر رہے ہکہ وہ تو مدینہ ہی کے رہنے والے تھے لیکن کارِ خاص کے تقاضے "جحد" پر اکسار ہے ہیں۔ وجہ دا بھا او استیقتہ انفسہم خلما و علو۔

تنہ صاحب کا یہ قول بھی کہ۔ عروہ بن زبیر سے زہری کی روائیں بہت ہیں اور تقریباً سب بلا واسطہ (معنی مقطوع)۔ اس بات کا پتہ دے رہا ہے کہ امام صاحب کو عروہ بن زبیر سے کچھ نہ کچھ

سماع ضرور ہے ورنہ اس (تفصیل) سے کیا محاصل جب کہ اس کا معنی یہ ہے کہ فی الجملہ سماع و تقدیث ثابت کر کے اپنی ساری کارکردگی پر پانی پھیر دیا۔ کالتی نقضت غربہامن بعد تقوہ انکا شا! بنخاری شرفی کی ایک حدیث پر تقدید عادی صاحب نے اپنے مضمون "آنہ زندگی اور زور قربن نوغل" مطبوعہ طلویں اسلام کراچی ۱۹۵۵ء بنخاری شرفی کی حدیث ابتدا ہے زندگی اور کوفہ تقدید بنا یا ہے اور بزخم خود مند اور تناً اس کی تصعیف کی جب سود کشش کی ہے اس کی ندیں عن ابن شہاب عن عروفة عن عائشہ آگیا ہے اور تنا صاحب نے اس سندر پر کام کی ہے جس کے نتیجہ میں اس حدیث کو ضعیف اور کاریح قرار دیا ہے چونکہ اس سندا ہمارے مضمون سے تعلق ہے اس لئے اتنی تقدید کا جائزہ نیا جاتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اور یہ لکھ چکا ہوں تہذیب التہذیب کے حوالے کے ساتھ کہ زہری کا عروہ بن زبیر سے حدیثیں سننا باجماع محمدین ثابت نہیں اور نہ قرین قیاس ہے اس سے بنخاری کی روایت بنززل الداری کی ہے ایک جگہ لکھتے ہیں یہ حدیث بھی مرسلات محمد بن مسلم ابن شہاب برخیز ہے جواب میں اتنا ہوں مضمون نگارنے یہاں بھی حسب تمہول مخالف اور غلط بیانی سے کام لیا ہے تہذیب التہذیب میں اس مضمون کی قطعاً کوئی عبارت نہیں کہ ابن شہاب کا عروہ بن زبیر سے باجماع محمدین سماع ثابت نہیں۔ اس کے عکس حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب ۱۹۶۳ء۔ ترجمہ ابن شہاب زہری میں عروہ کا آپ کے اساند میں اور ترجمہ عروہ میں زہری کو عروہ کے تلاذہ میں شامل کیا ہے (تہذیب التہذیب ص ۱۸۰) اسی طرح امام نووی نے (تہذیب الاسماع ص ۳۳۷) امام ذہبی نے (ذکرۃ الحفاظ ص ۱۵۰) اور محمد بن طاہر مقدمی نے کتاب الحجۃ میں رجالت الصعین ص ۲۹۲ میں امام موصوف کو حضرت عروہ کے تلاذہ میں شمار کیا ہے پس معلوم ہوا کہ ابن شہاب زہری کا حضرت عروہ بن زبیر سے باجماع محمدین سماع ثابت ہے۔

تہذیب کی ایک عبارت حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں امام ابن شہاب کے حالات میں چند نام ان روایات کے ذکر کئے ہیں جن سے امام ابن شہاب کے سماع میں بعض علماء کا اختلاف ہے چنانچہ ان میں ایک عبد اللہ بن عمر ہیں۔ امام احمد بن حنبل اور ابو حاتم کشتے ہیں کہ امام ابن حنبل کا ان سے سماع ثابت نہیں گر حافظ صفات اللام فہلی کا قول نقل کیا ہے کہ امام ابن شہاب زہری کا

حضرت عبداللہ بن عمر سے سماع ثابت ہے اور اسی کو ترجیح دی ہے۔ اسی طرح ابن ابی حاتم کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں "ابن شہاب کا عروہ سے سماع ثابت نہیں ہے اگرچہ وہ ان سے بڑی عمر کے راویوں سے روایت کرتے ہیں، مگر حافظ صاحب نے اس قول کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ عروہ سے ابن شہاب کے سماع پر محدثین کا تفاوت ہے۔ اور کسی چیز پر محدثین کا تفاوت کر لینا جست ہے اور صحیح چیزوں کی ہے۔ حافظ ابن حجرؓ نے میں یوں بحکم تہذیب التہذیب اور سینکڑوں بحکم پر فتح الباری میں امام ابن شہاب کے حضرت عروہ سے سمع کی صراحت کی ہے جیسا کہ اس کے کچھ حوالے پہلے گذر چکے ہیں اور کچھ آگے آتے ہیں۔ اب ہم تہذیب التہذیب سے وہ عبارت نقل کرتے ہیں جس کی بنابر تنا صاحب نے یہ مخالف طریقے کی روشنی کی ہے کہ زہری کا عروہ سے حدیثین سننا باجماع محدثین ثابت نہیں۔ "پھر تنا صاحب کا ہی کیا ہوا ترجیح قتل کرتے ہیں جس سے ترجیح میں خیانت کے باوجود معلوم ہو گا کہ زہری کے عروہ سے سماع پر محدثین کا اجماع اپنے ہے میکن عدم سماع پر ہرگز ہرگز اجماع نہیں۔"

تہذیب التہذیب کی عبارت میں ترجیح عادی صاحب کے الفاظ میں یہ ہے۔

"خود ابن حجرؓ نے ترجیح زہری میں لکھا ہے ولیکن لا یثبت لہ السماع عن عردة

وان کان قدسم من هوا کبدر منه غیر ان اهل الحدیث التقوی على ذالک

وتفاقہم على الشعیٰ یکون بحمدہ۔" یعنی زہری کا عروہ سے حدیثین سننا ثابت

نہیں ہے اگرچہ زہری نے ایسے لوگوں سے حدیثیں سنی ہیں جو عروہ سے عمر میں بڑے

خشے بلطفیت مان یئسے کی اس کے سوا اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ محدثین نے اس پر

اتفاق کریا ہے اور ان لوگوں کا اتفاق کسی بات پر محبت یعنی مذہبے "حوالہ ذکر

عبارت تہذیب کے ترجیح میں خط کشیدہ الفاظ اپنی مطلب براری کے لئے بڑھائے گئے۔

یہ تو ہے دیانت، ان لوگوں کی جو محدثین کی دیانت کو شکر کرنے بیٹھے ہیں تاہم اس سے ثابت ہو گیا کہ

زہری کے عروہ سے سماع پر محدثین کا اجماع ہے عدم سماع پر نہیں جس کا بھوت تنا صاحب کے

دیانت پر موارہ ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ حدیث دشمنی نے ان حضرات کی بصیرت کو اس طرح ماؤف

کر دیا ہے کہ نظر صحیح اور صحیح نظر دھائی دینے لگا ہے!

روہی یہ بات کہ کیا یہ اتفاق یوں ہی ہے؟ سو عرض ہے کہ ہرگز نہیں۔ اس کے کافی ثبوت ہیں جن میں سے چند پہلے گزر چکے ہیں۔

ہاں تنا صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ زہری کا صالح عروہ بن زبیر سے تین قیاس نہیں ہے، میکن اس کی بھی وجہ کوئی نہ لکھ سکے۔ سوال یہ ہے کہ تین قیاس کیوں نہیں ہے؟ اس میں کون صالح لازم آتا ہے؟ بلکہ اس کے عکس تین قیاس تو یہ ہے کہ امام ابن شہاب کا عروہ سے صالح ثابت ہو کیونکہ زہری شمشہر میں پیدا ہوئے اور حضرت عروہ نے شمشہر میں وفات پائی اس وقت امام زہری کی عمر ۴۳ سال تھی اور دو لوں ایک شہر میں ہے واملے تھے پھری وجہ ہے کہ محدثین اس سند کو اصح الاسانید قرار دیتے ہیں۔ ومن اصحح الاسانید محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب بن زہرۃ القرشی عن عروہ عن عائشہ۔

رہا امام زہری کے مقام ایک میں رہنے کا معاملہ تراس کا کافی و شافعی رد ہو چکا ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ تنا صاحب امام ابن شہاب کی شمشہر کے لگ بھگ درینہ میں اقامت خود تسلیم کر چکے ہیں۔ فاتا هم والله من حيث لا يشعر و من حيث لا يشرعون۔

مرسلات زہری تنا صاحب لکھتے ہیں۔

"یہ حدیث مرسلات زہری سے ہے۔"

ارسال اور مرسلات زہری کی بحث مختصر اور گذر چکی ہے۔ اسے دیکھ کر معلوم ہو سکتا ہے کہ زیر بحث حدیث مرسلات کے ذیل میں آتی ہی نہیں۔ مرسلات میں لاکر اس پر جو حکم نہیں اصول حدیث سے ہبھات یاد انسٹریکٹر سے ہے۔

ہاں اس جگہ عنصہ ہونے کی وجہ سے حدیث میں کمزوری کا احتمال ہو سکتا تھا، کیونکہ زہری کو "ذکر" ضرور کیا گیا ہے اور ذکر کا عنصہ بالاتفاق محدثین قبول نہیں ہوتا تو قتیلہ وہ اپنے شیخ سے سمعت یا حدشا کے لفظ روایت نہ کرے۔ اب اگر کسی سند سے یہ معلوم ہو جائے کہ امام زہری نے یہ روایت حضرت عروہ سے سمعت یا حدشا کے لفظ کے ساتھ بیان کی ہے تو ان سے تدليس کا یہ شدید حق ہو جائے گا۔ اور حدیث بالاتفاق محدثین صحیح ہو گی جس کی صحت میں کوئی کلام نہیں ہو گا۔

قریان جاییئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وقت نظر کے وہ سمجھتے تھے کہ بعض کوتاہ نظر اس پر اعتراض کریں گے اس لیئے انہوں نے اس کا دفعہ یوں کیا کہ پوری حدیث ذکر کرنے کے بعد فرمایا تابعد عبد اللہ بن یوسف یعنی امام بخاری کے استاذ حبیبی بن بکیر کی عبدالشدن یوسف نے متابعت کی ہے۔

اس متابعت کے ذکر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن یوسف کی اس روایت میں امام ابن شہاب سمعت عروۃ کے لفظ سے بیان کرتے ہیں گویا امام بخاری نے یہ متابعت ذکر کے امام ابن شہاب کی تدیں کا احتمال رفع کر دیا ہے۔

امام بخاری یہ حدیث اپنی صحیح کے مختلف ابواب میں مختلف ندوں کے ساتھ لائے ہیں جن میں امام ابن شہاب کے حضرت عروۃ سے سماع کی تصریح ہے چنانچہ کتاب التفسیر سورہ اقراء باسعود ربات میں سنن کے الفاظ یہ ہیں عن یونس بن میزید قال اخباری ابن شہاب ان عروۃ بن المزبیعو خبرہ المزبیع

کتاب التفسیر میں ہے۔ قال المزبیع فَاخْبَرَنِی عَرُوْدَةُ بْنُ الْمَزبِیعِ لِمَ

اسی طرح صحیح مسلم باب بدالوجی میں ہے۔ قال ابن شہاب حدیثی عروۃ بن المزبیع معلوم ہوا کہ یہ حدیث ابن شہاب نے حضرت عروۃ سے سنی ہے دریان میں کوئی داسطہ حذف نہیں ہوا حاصل یہ کو صحیح بخاری کی یہ حدیث صحیح ہے اور تنا صاحب کا اس کو بنیزۃ الریح کہنا بطل اور اس کو ضعیف قرار دینا باطل ہے۔ مانظہ ابن حجر نے کیا خوب کہا ہے۔

نظر بخاری ادق مت ان یعترض علیہ بمثل هذا۔

یاد رہے تنا صاحب نے کتاب التفسیر میں اس حدیث کی دوسری نہ کردیجا ہے جس میں ابن شہاب کے عروۃ سے سماع کا ذکر ہے مگر اس سے آنکھیں نہ کردی کے وہی ارسال زہری کی روٹ ملکائے جا رہے ہیں۔ ع

دل ہی نہ چاہے تو باتیں نہ رہیں

چھپتا من والطہ، امام زہری ثیہ تھے | حبیب مادرت تنا صاحب نے اس پر بھی خاصی تفہیمی

لے صحیح بخاری مختبائی م ۳۶۹ م ۳۷۰ م ۳۷۱ م ۳۷۲ م ۳۷۳ م ۳۷۴ م ۳۷۵ م ۳۷۶ م ۳۷۷ م ۳۷۸ م ۳۷۹ م ۳۸۰ م ۳۸۱ م ۳۸۲ م ۳۸۳ م ۳۸۴ م ۳۸۵ م ۳۸۶ م ۳۸۷ م ۳۸۸ م ۳۸۹ م ۳۹۰ م ۳۹۱ م ۳۹۲ م ۳۹۳ م ۳۹۴ م ۳۹۵ م ۳۹۶ م ۳۹۷ م ۳۹۸ م ۳۹۹ م ۴۰۰ م ۴۰۱ م ۴۰۲ م ۴۰۳ م ۴۰۴ م ۴۰۵ م ۴۰۶ م ۴۰۷ م ۴۰۸ م ۴۰۹ م ۴۱۰ م ۴۱۱ م ۴۱۲ م ۴۱۳ م ۴۱۴ م ۴۱۵ م ۴۱۶ م ۴۱۷ م ۴۱۸ م ۴۱۹ م ۴۲۰ م ۴۲۱ م ۴۲۲ م ۴۲۳ م ۴۲۴ م ۴۲۵ م ۴۲۶ م ۴۲۷ م ۴۲۸ م ۴۲۹ م ۴۳۰ م ۴۳۱ م ۴۳۲ م ۴۳۳ م ۴۳۴ م ۴۳۵ م ۴۳۶ م ۴۳۷ م ۴۳۸ م ۴۳۹ م ۴۴۰ م ۴۴۱ م ۴۴۲ م ۴۴۳ م ۴۴۴ م ۴۴۵ م ۴۴۶ م ۴۴۷ م ۴۴۸ م ۴۴۹ م ۴۴۱۰ م ۴۴۱۱ م ۴۴۱۲ م ۴۴۱۳ م ۴۴۱۴ م ۴۴۱۵ م ۴۴۱۶ م ۴۴۱۷ م ۴۴۱۸ م ۴۴۱۹ م ۴۴۲۰ م ۴۴۲۱ م ۴۴۲۲ م ۴۴۲۳ م ۴۴۲۴ م ۴۴۲۵ م ۴۴۲۶ م ۴۴۲۷ م ۴۴۲۸ م ۴۴۲۹ م ۴۴۳۰ م ۴۴۳۱ م ۴۴۳۲ م ۴۴۳۳ م ۴۴۳۴ م ۴۴۳۵ م ۴۴۳۶ م ۴۴۳۷ م ۴۴۳۸ م ۴۴۳۹ م ۴۴۳۱۰ م ۴۴۳۱۱ م ۴۴۳۱۲ م ۴۴۳۱۳ م ۴۴۳۱۴ م ۴۴۳۱۵ م ۴۴۳۱۶ م ۴۴۳۱۷ م ۴۴۳۱۸ م ۴۴۳۱۹ م ۴۴۳۲۰ م ۴۴۳۲۱ م ۴۴۳۲۲ م ۴۴۳۲۳ م ۴۴۳۲۴ م ۴۴۳۲۵ م ۴۴۳۲۶ م ۴۴۳۲۷ م ۴۴۳۲۸ م ۴۴۳۲۹ م ۴۴۳۳۰ م ۴۴۳۳۱ م ۴۴۳۳۲ م ۴۴۳۳۳ م ۴۴۳۳۴ م ۴۴۳۳۵ م ۴۴۳۳۶ م ۴۴۳۳۷ م ۴۴۳۳۸ م ۴۴۳۳۹ م ۴۴۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۷ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۸ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲۹ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۰ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۱ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۲ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۴ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۵ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۶ م ۴۴۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۳۷ م ۴۴۳

فرمائی ہے کہ امام زیری دراصل شیعہ تھے کسی پرشیوہ مصلحت کی وجہ سے اہل سنت میں گھس آئے تھے لیکن اس اکتشاف کی دلیل وہ کوئی ہی نہیں۔ صرف اس جرم کی بنا پر کہ امام زہری کچھ عرصہ علی بن الحسین (زین العابدین) کی صحبت میں رہے یا کون گزارش یہ ہے کہ اولاً حضرت زین العابدین کے زمانے میں اہل سنت اور شیعہ کی نسبی فرقوں کی حیثیت سے تقسیم ہی کب تھی؟ اس وقت شیعہ کی حیثیت ایک سیاسی پارٹی کی تھی۔ جو اسلامی حکومت میں سازشوں کے اندر مصروف تھی اور یہ طبعی بات ہے کہ حضرت زین العابدین اس سیاسی پارٹی سے باخلال الگ تھے۔ ان کا اموری حکومت کی طرف میلان اور تعلقات کے معلوم نہیں تھے۔ اس مبارک دور میں بلا اسلامیہ خصوصاً برینہ طبیبہ میں، درس و تدریس اور فقر و حدیث کے نذکرات میں اہل بیت کرام اور غیر اہل بیت میں کوئی اتساز اور حدبندی نہیں تھی۔ سب آپس میں پڑھتے پڑھاتے، فتاویٰ لیتے اور دیتے تھے۔ کتب حدیث و رجال کی کتابیں الحاکر دیکھتے یہ تحقیقت ظاہر و باہر نظر آ رہی ہے۔ اب بھی اہل سنت اہل بیت کی روایات کو دیکھے ہی متناسب نہیں ہیں جس طرح دوسرے آئندہ حدیث کی روایات کو بشرطیکہ صحیح ثابت ہو جائیں۔

ثانیاً اہل سنت کے ہاں حضرت زین العابدین کا شمار بھی اس دور کے فقہاء اور راویان حدیث میں ہے ازہری کی خصوصیت نہیں، سب ہی اہل سنت ان کو اپنا بزرگ مانتے چلے آتے ہیں۔

امام نسائی اور بعض دوسرے محدثین نے الزہری عن علی بن الحسین عن ابیہ عن جبدہ سند کو صحیح الاسانید گردانے ہے۔

الباعث۔ الگلی بن حسین کی صحبت میں بیٹھنا ہی شیعیت ہے تو پھر زہری ہی کیوں "شیعہ" ہو جو بھی ان کی صحبت میں بیٹھے اسے شیعہ نا دیجئے۔ ان حضرت عروہ بن زبیر کو بھی شیعی کہیے جن کا حضرت موصوت کے ساتھ علامی نماز کے بعد دیر تک مصروف تھا تو پھر وہاں اور زمڑہ کا معقول تھا۔ عبد الدکن بن حسین بھی ان کے ساتھ ہوتے تھے ایذا وہ بھی شیعہ ہوئے۔

له معنی علوم الحدیث ص ۱۳۵ و فتح المغیث شرح الفیہ عراقی للخادوی ص ۹ وغیرہ مطابقات ابن سعد بجز ۱۳۵

خاصاً۔ تنا صاحب نے یہ جو کھلائے کہ شیعوں کے شیخ علی نے خلاصۃ الاتوال میں ابن شہاب کو اصحاب میں بن حمین سے لکھا ہے۔

تو اس سے شیعیت کیسے ثابت ہو گئی؟ ایک عالم کے تلامذہ میں ان رب حضرات کو شاکر کیا جاتا ہے جو اس سے فیض یا بہرے پھنچ جو ایک مسلم عالم کے تلامذہ میں اس کے غیر مسلم شاگردوں اور غیر مسلم عالم کے شاگردوں میں اس کے مسلم تلامذہ کو شمار کر دیا جاتا ہے تو اس سے مسلم کا غیر مسلم یا غیر مسلم کا مسلم ہونا تھوڑا ہی نازم آتا ہے۔

علاوه اس کے اس دور کے رجال شیعوں کی کسی جاں کی کتاب میں اگر اسے میں تو عموماً ہماری ہی کتابوں سے نقل ہو کر آئے ہیں۔ پس ہماری کتاب کی شیعیت کتاب میں صرف نقل کی بنا پر کسی کو شیعیہ بنانا علمی طریقہ نہیں۔ رجال کی "ہم" نے اس لئے کہا کہ شیعیہ کی حدیث کی کتابوں (عیسیٰ بھی دہ ہیں) کی سندوں میں زہری کہیں نہیں آیا۔

سادساً۔ امام زہری نے چار ابوی خلفاء کا زمانہ پایا ہے۔ ان حکومتوں کو امام زہری پڑھعا شیعیت کا شہنشہ نہیں گزرا تو تنا صاحب نے تیرہ سو سال بعد کینکر سو نگھ لیا۔

سابعاً۔ اس وقت کے عرف میں حضرت علیؑ کو حضرت عثمانؓ پُر فضیلت دینے والے پُر شیعہ کا مطلق کردیا جاتا تھا۔ اس بنا پر بعض کوئی روایت کو شیعی کہا گیا ہے۔ مگر الحمد للہ امام زہری کے متعلق کہیں ایسی روایت نہیں ملتی جس سے معلوم ہو سکے کہ وہ حضرت عثمانؓ سے حضرت علیؑ کو افضل سمجھتے تھے۔

شامناً۔ محدثین کرام نے امام زہریؑ کی سب ہی حیثیتوں پر بحث کی ہے، مگر شیعی کی طرف ادنی سا اشارہ بھی نہیں تھا۔ بلکہ اس کے بعد ان کو شروع سے اب تک فقہائے حدیث میں شاکر کیا گیا۔ امام حاکم (مت ۴۷۸ھ) علامہ ابو اسحاق شیرازی (مت ۶۲۷ھ) سے لے کر حافظ ابن القیم تک۔

دیکھئے معرفۃ علوم الحدیث (مت ۴۳۷ھ) طبقات الفقہار (مت ۴۳۷ھ) اور عالم الموقعن (ص ۱۷۷) وغیرہ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ سے زیادہ شیعی مسائل در جاں سے کون واقف ہو سکتا ہے۔ انہوں نے شیعی مصنف کے جواب میں ایک بحث کے دروازے تقریباً سال گھاہ حدیث اور فقہاء کا ذکر کیا ہے جن میں تابعین، شیع تابعین اور مشہور آئمہ کے اسماء گرفتی ہیں۔ ان میں امام ابن شہاب زہری کو

شمار کیا اور ان سب کے متعلق لکھا ہے وہ ٹولاء اہل العلوم الذین یخثون اللیل و
النهار عن العلوم و لیس بهم غرض مع احمد اہد رمہاج السنة ص ۲۳۲ (عینی یہ سب وہ
اہل علم ہیں جو پر طرح کی طرف اریوں سے آزاد رات دن علمی بخشوں میں مہماں رہتے تھے؟ اسی
کتاب میں دوسری جگہ متعدد آئندہ علم و فرقہ کا ذکر کرتے ہے ہوئے بھی امام سعید بن المدیب، امام اب عینیف
امام نافع وغیرہ کے ساتھ امام ابن شہاب زہری کا نام لیا ہے (رمہاج ص ۲۳۲)
الحمد للہ کہ عنہ بدلائل قاطعہ ثابت کر دیا ہے

(الف) امام ابن شہاب قریشی اور مدینی تھے۔

- (ب) روایت حدیث کے سلسلے میں اموری حکومت اور اہل بیت وغیرہ سے کسی طرح متاثر نہیں تھے بلکہ
حدیث کو بغیر کسی باندراوی کے بھیثیت فنِ حدیث حاصل کیا۔ روایت کیا، لکھا، لکھوا یا اور پڑھایا۔
(ج) حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کے ارشادات کی تعلیل میں انہوں نے فنِ حدیث کی مدد میں شروع کی۔
(د) علم و فضل میں ان کی شہرت سنائی سے قبل ہی اور کے علمی حلقوں میں ہو گئی تھی۔
(ه) حضرت عروہؓ سے ان کا سماع بالتفاق محدثین ثابت ہے۔

(و) وہ مدرس ضرور تھے
لیکن بالتفاق معاصرین و محدثین ثقہ، عادل، ضابط اور صادق القول تھے رحیف انشا (رحمۃ)
ہرگز نہیں تھے۔ اس نئے عنفے کے بغیر ان کی متصل روایات متفق طور پر صحیح تسلیم کی گئی ہیں۔
ان کا شارط قینی طور پر فقہائے محدثین میں ہوتا ہے ہرگز ہرگز شیخ نہیں تھے۔
مقالہ کچھ طویل ضرور ہو گیا ہے اور شاید قدر سے تند و تیز بھی۔ لیکن پالا ہی ایسے
حضرات سے پڑا ہے کہ دونوں مصتبین انگلیز کرنی پڑیں۔ ان ادید الاصلاح و ما
توفیقی الابالله علیہ توکلت و ایسیہ ائیب و صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ
واصحابہ وسلم تسلیما کشیو۔

امام محمد بن مسلم — ابن شہاب — زہری

۱۴۲۳ھ

۱۴۵۷ھ

(مولانا حافظ محمد سعید صاحب صدر درس تقویتی الاسلام لاہور)

(۳)

(مسلم کے لئے دیکھئے ماہ ذوری ۱۹۵۹ء)

بجود و خواوت | تعلیم علم سے فرازت کے بعد آپ بہت الدار ہو گئے تھے فلسطین کی سرحد پر ادای نامی گاؤں میں آپ کے بانات اور وسیع جانیدا تھی۔ جس سے معقول آدمی ہو جاتی تھی۔ قدر دان خلفاء اور امراء کی طرف سے ملنے والے علیتے اور تھائیں، اس کے علاوہ تھے خلیفہ شام بن عبد الملک کے بیٹوں کے تالیق تھے اور بزرگ بن عبد الملک کے عبد خلافت میں منصب قضا بر عیی فائز رہے۔ مگر جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال و دولت سے نوازا تھا اسی طرح اسے راو خدا میں لشکنے اور خوش کرنے کی توفیق بھی ارزانی فرمائی تھی۔ تربیت و تعلیم اور اقارب و اجانب ہر طرح کے رک برابر آپ کی کرمگسترنی سے مستفیض ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی فیاضی اور بجود و خواہ کے واقعات زبان زد عوام تھے۔ امام مصر حضرت یحییٰ بن سعد فرماتے ہیں میں نے امام زہری سے بڑھ کر کوئی شخص سخن نہیں دیکھا۔ جو شخص آپ سے اکر سوال کرتا کبھی خالی ہاتھ نہیں جاتا جفا حسب مال ختم ہر جاتا تو آپ ترفض لے کر سائلین کی حاجت پوری کرتے۔ جہاں نوازی کا یہ حال تھا کہ آپ ہمیشہ لوگوں کو تشریف دیکیں ہیا کرتے پر تکلف اور اعلاء قسم کا کھانا کھلاتے اور پانی کی جگہ شہد کا شربت پلاتے تھے خود بھی شہد پینے کے لیے مادی تھے جیسے شراب خور شراب کے عادی ہوتے ہیں۔ شہد پی کر آپ کے جسم میں توانائی پیدا ہو جاتی۔ اور طبیعت میں کسل و تحکاہ د کا کوئی اثر باتفاق نہیں رہتا تھا۔ تلذہ سے فرمایا کرتے تھے شہد پلاؤ اور جس قدر چاہو علم حدیث پڑھتے رہو گے۔

لئے البراءۃ ج ۲۳۳ شہ العینا ص ۳۳۳

امام عمر بن دنیار فرماتے ہیں میں نے درہم و دینار جس تدریس امام زہری کے ہاں حقیر و بے قدر دیکھے ہیں کسی دوسرے کے ہاں ایسا دیکھنے کا الفاقی نہیں ہوا ان کے زدیک درہم و دینار بخیث بخوبی کی میلگیوں کی طرح تھے کہ انہیں جس تدریجی اٹھا کر باہر چینک دیا جائے اتنا ہی اچھا ہے یہ ایک شاعر آپ کی مدح میں کہتا ہے۔

زدزاد اثن علی السكريید محمد واذکرفو اصله علی الاصحاب

”سُكَّنِيْ اُور نیاضِ امامِ حَمْدَ زَهْرَیِ کی لَاقَاتَ کَرْ جَاؤْدَانَ کَتْ تَعْرِیْفَ کَرْ وَ اُور دُو سَوْلَ اُور شَاغْرِ دُولَ پَرْ
ان کے احسانات و انعامات کے گن گافو“

وَذَلِيقَالْ مِنَ الْجَوَادِ بِسَالَهِ قَيْلَ الْجَوَادِ مُحَمَّدَ بْنَ شَهَابَ

”جب پر چاہتا ہے کہ ماں کی سعادت کرنے والا کون ہے، تو بالاتفاق جواب قلبے کہ یہ سعادت
کرنے والے محمد بن شہاب زہری ہیں۔“

اهلِ الْمَدِ اُنْ يَعْرِفُونَ مَكَانَهُ وَ بَيْعَ نَادِيهِ عَلَى الْأَعْرَابِ

”شہروں والے تو آپ کی اس صادت سے خوب واقف ہیں آپ کی مجلس کا ابرہماری دیہا تو یوں
پر بھی برابر بستارہتا ہے“

تھا آپ کی ذاتی آسمی بحکمِ معمول تھی آپ کی نیاضی اور دریا دلی کی مخلل نہیں ہو سکتی تھی۔
اس لئے اکثر قرض یعنی تک نوبت پہنچ جاتی تھی اور جب آپ قرض لیتے یعنی فضخوا ہوں کے
زیر بارہو جاتے تو عموماً خلفاء آپ کی طرف سے آپ کا قرض ادا کر دیا کرتے تھے عبد الملک کے متعلق
قپنے گرد چکا ہے۔ ایک دفعہ ہشام بن عبد الملک نے آپ کی طرف سے اسی ہزار روپیہ قرض
ادا کیا تھا۔

امام شافعی فرماتے ہیں ایک دفعہ امام رجاء بن حیوہ نے اسراف کی حد تک بڑھی ہوئی سعادت
پر آپ کو لامست کی اور کہا مجھے خطرہ ہے کہ یہ خلفاء آپ کی امداد سے ہاتھ پہنچ لیں گے اور ان کی ایمید
پر جو آپ نے داد دہش کا یہ مسئلہ شردع کر کھلے اے اس میں آپ کو سخت پریشانی اٹھانا پڑے گی
آپ نے وعدہ کیا کہ میں آئندہ احتیاط سے کام وں لے گا اگر آپ کب رکنے والے تھے ایک دن امام رجاء

ادھر سے گزرے تو دیکھا کہ دلگیں چڑھی ہوئی ہیں۔ کھانا کھلا یا جارہا ہے اور شہد نوشی سے ہم انوں کی تواضع ہو رہی ہے۔ فرمایا سے ابو بکر ما کیا آپ نے مجھ سے یہی وعدہ کیا تھا؟ بولے آئیے آئیے تشریف لائیے۔

فان السخنی لاتؤ دمیه المقادیر۔ گرم و سرد تجربے ایک نیاض اور سخنی آدنی کے اختلاف نہیں بدلتے۔

شاید شاعرنے اسی موقعر کے لئے کہا ہے۔

له سخا تب جود فی اتسامله امعطارها الفضۃ الی پصلو دالذ هب

”اس کی الحکیموں کا ابر کرم پانی کی بجائے سونا چاندنی بر ساتا ہے۔“

یقول فی العس ان الیسرت ثانیة اصروف عن بعض ما اعطي و ما اهب

”تنگ سخنی میں کہتا ہے اگر میں دو بارہ مال دار ہو تو اپنے عطیوں اور تھانف میں کسی مدد کی کردار دوں گا۔“
حتی اذا عاد ایام الیسرارہ رایت اموالہ فی الناس ینتہب

”لیکن جب اس کے دن پھرتے ہیں اور وہ دو بارہ مالدار ہو جاتا ہے تو میں پھر اس کے مال کو

لے گوں میں لٹا دیجتا ہوں۔“

سخاوت اور نیاضی آپ کی فطرت بن چکی تھی اس لئے قرض اور زیر باری سے کبھی آپ کا حوصلہ پست نہ ہوا اور نہ کبھی آپ کے سخاوت سے دست برداری کا ارادہ کیا۔ ولید بن محمد موصوفی کا بیان ہے کہ ایک روز میں نے آپ سے کہا اگر آپ میں قرض کا عیب نہ ہوتا تو ہم خوب تھا۔ فرانے کے مجرم پر قرض ہی کیا ہے؟ صرف چالیس ہزار روپیہ! میری ملکیت میں چار چھتے ہیں اور ہر ایک چھتہ قمیت میں چالیس ہزار روپیہ سے افضل ہے۔ پھر بجز ایک پوتے کے میرا کوئی دارث بھی نہ ہیں ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میرا کوئی دارث نہ ہوتا اور یوں ہی یہ سارا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف ہو جاتا ہے۔

امام موصوف کی زندگی میں ان مسلمان سرایہ داروں رئیسوں اور نوابوں کے لئے عیرت کا کافی سامان موجود ہے جن کے سرایہ دوست کا بجز حرام تسمیہ کی یعنی و عشرت، بازوں اور کتوں کی پروردش

کے کرنی مصروف ہی نہیں۔

تواضع اور فروتنی | علم کی انتہائی بلندی پر سخنے اور امیر کیہر ہونے کے باوجود آپ بے حد متواضع تھے۔ ظاہری اور باطنی کمال نے تجھی آپ کو حسب دنیا اور ملٹھا ٹھباٹھ کی زندگی بسرا کرنے پر آمادہ نہیں کیا ہے اور جسم ہے کہ آپ اپنا سارا مال شفیعین میں صرف کر دیتے تھے خود سادہ اور بے تنقیف زندگی گزارنے کے عادی تھے۔ نام و نمود فقط گوارا نہیں تھا۔ ایک دفعہ لوگوں نے درخواست کی آپ عمر کا آخری حصہ دینیہ منورہ میں سکونت اختیار فرمائیں اور مسجد بنوی میں بیٹھ کر وعظ و نذکر اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ باری کریں۔ فرمائے گئے اگر میں ایسا کروں تو لوگ یہ رے پچھے پچھے چنان شروع کر دیں گے جو جنمے ناپسند ہے۔ میں دنیا میں زاہد ان زندگی کی گزارنا اور آخرت میں رغبت کرنا چاہتا ہوں۔ نیز فرمایا کرتے تھے دنیا سبے بغتی اور پرہیز گاری کی زندگی ہی اصل عبادت ہے۔

طفوفات | آپ سے بہت سے طفوں کا منقول ہیں جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں اور اس لائق ہیں کہ انہیں مشعل راہ بنایا جائے۔ بطور نمونہ ہند ایک ملاحظہ فرمائیے۔ طالبان علم کو صحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لیکن اگر تعلیم علم میں ناروا بجلت اور جلد باز کی سے کام لو گے تو وہ تم پر نااب آجائے گا اور تم اس کے حصول سے محروم رہ جاؤ گے اعتدال کو لمحظہ کھواد راں کی تعلیم میں عزرا کا ایک معتقد حصہ رف کر لیقینا کا میاگی ہمکار ہو گے علم ایک وسیع اور ناپد اکثار میدان ہے جب اس میں قدرم رکھو تو میا ن روی اور آہنگی کو لازم پڑو تو ناک تم اس سے بسلامت نکل جاؤ در ندوہ تھیں عور کرنے سے پیشتر ہی لاک کر دے گا۔

۱- ان هذا المسلم ان اخذته
بالنکا ببرة غلبك ولحق تظفر
بشيحة ولكن خذ لا مع الايام
والليلى اخذ ارقى ثقة تظفر
به

۲- للعلم واد فناد اهبطت
دادييه فعيث بالمشودة حق
خرج منه فانك لا تقطعه
حتى يقطعه بدك

علم خداز ہے جسے سوال کی چالی سے
ہی کھولا جا سکتی ہے۔

علم کی برپادی نیان اور نہ کہ علمیہ کے
ترک سے وقی ہے۔

اپنے اپ کرتا بول کے غلوں سے پچاڑ
کسی نے کہا کہ کتابوں کا غول کیا ہے؟ فرمایا
ان کو اہل علم سے روک لینا اور استفادہ کی
اہازت نہ دینا۔

جو عالم عمل نہیں کرتا رُگ اس کے علم پر
اعتماد نہیں کرتے۔ اسی طرح ناپسندیدہ
اطوار عالم کی بات بھی تسلیم نہیں کی جاتی۔

علم کی آنکروں میں ایک آفت یہ ہے کہ
عالم اپنے علم کے مطابق عمل ذکرے۔
کم فائدہ اٹھانا۔ بھول جانا اور جھوٹ بننا
بھی علم کی آفت ہے گر جھوٹ بونا سب
سے بڑی آفت ہے۔

جب قاضی میں یہ تین خصیتیں پائی جائیں
تو وہ قضا کے لائق نہیں ہے (۱) مادرت کر
تا پسکرے (۲) تعریف کر دوست رکھے
(۳) معزول ہونے کو کر دے جانے۔

سنت کے مطابق عمل کرنے سے ہی بنت حاصل ہوئی

۳۔ العلام خزانہ دتفقہ المسائل

علم کو دعیت کرتے ہوئے فراتے ہیں۔
۱۔ انہایذہب العلوم السنیان
و شرک المذاکرة

۲۔ ایاک و غلول السکتب قیل و ما
غلول السکتب قال حیس السکتب
عن اهلهها

۳۔ لا يوثق الناس علم عالمولا
يعمل به ولا يوم من لقول عالم
لامرضي

۴۔ ان من غواشل العلامات يترك
العالما العمل بالعلم حتى يذہب
فان من غواشلہ قلة انتفاع العالم
بعلمه ومن غواشلہ السنیان و
السكنب و هو اشد الغواشل

عام من صالح

۱۔ شلاشة اذا اکن
في القاضى فليس بقاض اذا كرها
الملاده راحب المحامد وكره
العزل

۲۔ الاعتراض بالسنة خجاة

لهم ابدا مثہل الفیاضات مثہل ايضا مثہل
الیضا مثہل الشفیعات مثہل الشافعیات

۳۔ استکشرا من شی لاتمسہ
المنارقیل دما هو قال
تربیت آگ نہیں آئے گی کسی نے پوچھا
وہ کیا ہے فرمایا مخلوق خدا کے ساتھ احسان کرنا
المعرفت یہ

حلیسہ | آپ پوت قامت اور خفیف الجسم تھے آنکھوں میں کچھ نقص تھا یعنی العین تھے۔ کانوں کے برابر تک سر کے بال رکھتے تھے اور بڑے نصیح العیال رکھتے تھے۔ انکوٹھی پستے تھے جس میں محمد یا آل اللہ العاختیہ نقش تھا یہ خوش برکت استعمال کرتے تھے کسی نے آپ کے بھتیجے سے پوچھا آپ کے چھپا خوشبو استعمال کرتے تھے، بولے ہاں! مجھے ان کے گھوڑے کے چاک سے بھی کستوری کی خوشبو آتی تھی یہ آپ کی پادرا، بیتر اور خمیر کی بنیہ کے زل سے رنگے ہوئے تھے دل رھی خفیف اور طویل تھی جسے قدر سے وہمہ ملا کہ جنہی کا خضاب لگایا کرتے تھے یہ بڑھا پا اور وفات | جب بڑھا پا آیا اور کڑی کے سہارے پلٹنے لگے تو اکثر یہ شعر لکھنا یا کرتے تھے۔

ذهب الشباب فلا يعود جمانا
”جانہ جوانی لگی جو اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔ یہ معلوم ہے تھا کہ جوانی کبھی آتی ہی نہیں تھی“
ذطیعت کفی یا جمان علی المصا و کفی جمان بطیہ احد شانا
”جانہ! اب میں ہندریں بکڑی رکھنے پر محبور ہوں درحقیقت بکڑی کے سہارے چن بڑی ہی صیحت ہے“

۱۲۴۰ھ میں اپنے باغات اور جاندار کی دیکھ بھال کرنے شعب زبرا میں آئے۔ وہیں بیمار ہوتے اور منگل کی رات، ارمضان البارک ۱۲۴۰ھ کو ہشام بن عبد الملک کے عہد حکومت میں داعیِ اجل کو بیدیک کہا۔ انا اللہ وانا ایمه راجعون۔

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسد مبارک کو برلب سڑک پر دخاک کیا گیا تاکہ گذرنے والے آپ کے حق میں دعائے منفرت کیا کریں۔

نقیر شام اور آپ کے نامور شاگرد حضرت امام اوزاعی آپ کی قبر پر آئے (باقي برصغیر ۱۵)

لہ البدایہ ص ۳۲۶ شہ تذكرة المخاطب ص ۱۷۸ تہ البدایہ ص ۳۲۶ شہ العین ص ۳۲۷ تہ البدایہ ص ۳۲۹
بنہ العین ص ۳۲۸ شہ العین ص ۳۲۹۔